تصوف کے معاشرتی حقائقِ اَخیار

عالم مثال اور منشاء خداوندی

رب کو سمجھنا چاہتے ہوتو
جنت کو دیکھنا چاہتے ہوتو
بہشت کی راحتوں کی چند جھلکیاں دیکھنا چاہوتو
غیرت کو پرکھنا چاہوتو
دنیا کا فریب اور جال دیکھنا چاہوتو
خدا کی ثناء اور عبادت دیکھنا چاہوتو
خدا کا عشق دیکھنا چاہوتو
خدا کی رضا دیکھنا چاہوتو
خدا کے شیروں میں سے کسی شیر کو دیکھنا چاہوتو
دنیا کے محافظ کو دیکھنا چاہوتو
دنیا کا قاتل دیکھنا چاہوتو
دوزخی کو دیکھنا چاہوتو
جنتی دیکھنا چاہوتو
پُل صراط دیکھنا چاہوتو
قبر کا عذاب دیکھنا چاہوتو
حشر ملاحظہ کرنا چاہوتو
اگر خُدا کو دیکھنا چاہوتو

قبلہ گاہ عالم اپنے باپ کو دیکھو
اپنی ماں کو دیکھو
فرمانبردار اولاد اور نیک بیوی کو دیکھو
بیٹی، بہن اور بہو کو دیکھو
بدکار عورت کو دیکھو
کائنات کو دیکھو
رہبر عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو
کربلا کو دیکھو
حضرت علی مرتضیٰؓ کو دیکھو
فقیر کو دیکھو
راشی کو دیکھو
طالب دنیا کو دیکھو
میٹھا بولنے والے کو دیکھو
فرائض کی پابندی کو دیکھو
بدزبان بیوی کو دیکھو
موجودہ دور کو دیکھو
خود سے نکلو اور خُدا کو دیکھو

شفقت فاضلی

تصوف کی دُنیا۔ محبت کی دُنیا

شفقت فاضلی

تصوف کی دُنیا۔
محبت کی دُنیا

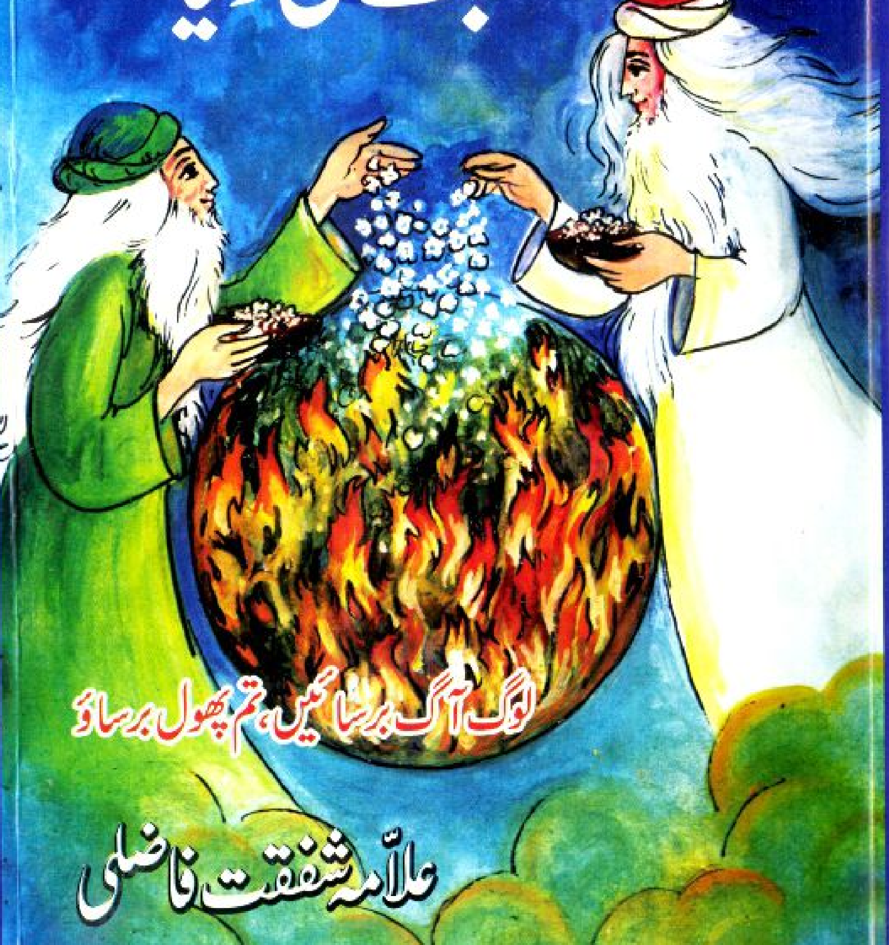

لوگ آگ برسائیں، تم پھول برساؤ

علامہ شفقت فاضلی

تصوف کی دُنیا
محبت کی دُنیا

علامہ شفقت فاضلیؔ

اسلامی تصوف دانش گاہ عالیہ

المعروف تصوف کی دنیا۔ محبت کی دنیا

بغداد کالونی محلہ فاضلیہ رحیم یار خان، پاکستان۔ فون: 0300-4932580

حکومت پاکستان وزارت تعلیم کا تفویض کردہ آئی ایس بی نمبر..............

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	تصوف کی دنیا۔محبت کی دنیا
مصنف	☆	علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی
سرورق	☆	ایس ایم فاروق
اشاعت	☆	سرفراز احمد فاضلی
ترتیب وتزئین	☆	عامر فاضلی
تدوین	☆	محمد عارف فاضلی
قیمت	☆	۱۵۰/- روپے

ناشر و پبلشر

سرفراز احمد فاضلی اور محمد عارف فاضلی نے عظیم علیم پرنٹرز، اردو بازار لاہور سے چھپوا کر

اسلامی تصوف دانشگاہِ عالیہ المعروف

تصوف کی دنیا۔محبت کی دنیا

بغداد کالونی، محلہ فاضلیہ، رحیم یار خان،

پاکستان (فون: 0300-4932580)

سے شائع کیا۔

INTERNATIONAL STANDARD BOOK NUMBERING AGENCY
GOVERNMENT OF PAKISTAN, DEPARTMENT OF LIBRARIES
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN, CONSTITUTION AVENUE, ISLAMABAD—PAKISTAN
PHONES : 9206436, 9206440, 9202544, 9202549 FAX : 221375

isbn

فارم نمبر ا

ناشر کا نام اور مکمل پتہ : منظور حسین شفقت فاضلی (مرحوم ومغفور)۔بانی اسلامی تصوف دانش گاہِ عالیہ، المعروف تصوف کی دُنیا۔محبت کی دُنیا، مسجد الودود، فاضلی روڈ، گلشن اللہ دین، عقب کینال کنٹری کلب، رحیم یار خان

کوڈ نمبر:- ISBN 969—

سابقہ شائع شدہ کتب کے لئے معلوماتی فارم

(براہ کرم ہر کتاب کے ہر ایڈیشن کے لئے علیحدہ فارم استعمال کریں)

۱- کتاب کا مکمل عنوان (ٹائٹل): تصوف کی دنیا۔محبت کی دنیا

۲- کتاب کے اصل مصنف کا (یا مصنفین کے) مکمل نام: علامہ شفقت فاضلی (مرحوم ومغفور)

۳- کتاب کے مترجم/مرتب/ایڈیٹر کا مکمل نام: عامر فاضلی

۴- سن اشاعت: 2009ء

۵- ایڈیشن: پہلا ایڈیشن

۶- سائز (حجم): 8.5 انچ x 5.5 انچ x 0.70 انچ

۷- صفحات: 240صفحات

۸- تصاویر، نقشہ جات وغیرہ کی تفصیل: ایک تصویر (صفحہ نمبر 3 پر مصنف کی تصویر)۔کوئی نقشہ نہیں ہے۔

۹- قیمت (اندرون ملک): 150 روپے قیمت (بیرون ملک) 150 روپے

۱۰- جلد بندی (مجلد/پیپر بیبک): مجلد ہارڈ بیک، رنگین ٹائٹل

۱۱- کتنی تعداد میں چھاپی گئی: 500 تعداد

۱۲- کس زبان میں لکھی گئی: اُردو

۱۳- کیا سٹاک میں موجود ہے: جی ہاں موجود ہے

نوٹ: ایڈیشن سے مراد ایسی اشاعت ہے جس میں کتاب کے مواد یا طرز طباعت میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو۔
معلومات نامکمل ہونے کی صورت میں نمبر تفویض نہیں کیا جائے گا۔

تفویض شدہ آئی ایس بی این

ISBN —978-969-23523-2-1

دستخط: ______

نام عہدہ و مہر: ______

تاریخ: ______

تعارف فقیر دانش گاہ عالیہ

لسان الطریقت

علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی صاحب

تاریخ پیدائش:	۲۹ اگست سنہ ۱۹۳۷ء بروز اتوار دوپہر دو بجے
مقام پیدائش:	گمبٹ، سندھ
والد صاحب کا نام:	چوہدری محمد دینؒ
والدہ صاحبہ کا نام:	حضرت زینب بی بیؒ
بچپن کے حالات:	دینی تعلیم اللہ تعالیٰ سے حاصل کی۔

والد صاحب زمینداری کرتے تھے۔آپ اکلوتے بیٹے اور اکلوتی اولاد ہیں۔آپ کے والد کے پاس تھوڑی سی زمین تھی جو بیچ دی تھی۔بچپن ہی سے نازونعم میں پلے۔ والد صاحب بہت دانا بزرگ اور صوفی تھے۔والدہ صاحبہ پرہیزگار، متقی اور نماز و روزہ کی پابند تھیں۔بچپن ہی سے دل اللہ کی طرف مائل تھا اور عام کھیل تماشوں میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔فقر کی طرف طبیعت زیادہ مائل تھی اور امیری پسند نہ تھی۔زیادہ تر بھوک کو ترجیح دیتے۔آپ کا بچپن امانت علی کالونی میں گزرا اور جوانی سے لیکر اب تک محلہ فاضلیہ بغداد کالونی رحیم یار خان میں مقیم ہیں۔

فقر کی تلاش:

ہوش سنبھالتے ہی آپ کو اپنے خدا کی جستجو ہوئی۔آپ نے اس مقصد کی خاطر بیسیوں خانقاہوں، آستانوں اور درگاہوں کی خاک چھانی۔کئی پیروں سے خدا کی ذات کے بارے میں استفسار کیا اور ان سے فقر کے متعلق وضاحت چاہی۔مگر کوئی بھی پیر انکی تشنگی کو نہ بجھا سکا۔تمام پیر خلافت اور خلعت فاخرہ عطا کرتے رہے۔لیکن ان کے دل و

خلافتوں کی بجائے حقیقتوں کی تلاش تھی۔ یہ تلاش آپ کو جبرئیلؑ کے رازداں تک لے گئی۔ جسے ملنے کے لیے آپ سینکڑوں میل کا سفر کر کے ہارون آباد میں صوفی اسماعیلؒ تک پہنچے۔ یہاں بھی صرف جبرئیلؑ کے علم کی ہی آشنائی تھی، ذات خداوندی کا تذکرہ نہ تھا، جسکی اصل میں آپ کو جستجو تھی۔ چنانچہ یہاں سے بھی بے نیل و مرام واپس لوٹے۔

حضرت قطب عالم حضور فضل شاہ صاحبؒ
نور والوں سے ملاقات

اسی تشنہ کامی اور جستجو کے عالم میں شب و روز گزر رہے تھے کہ آپ نے خواب میں ایک نورانی چہرہ بزرگ کی زیارت کی جنہوں نے آپ کو بشارت دی کہ آپ کو رحیم یار خان کا والی بنا دیا گیا ہے۔ اس زمانے میں والی کا عہدہ شہر کے گورنر کے برابر تھا۔ گویا وہ شہر کا بادشاہ ہوا کرتا تھا۔ آپ نے ان نورانی چہرہ بزرگ سے سوال کیا کہ حضور میں نے تو وہ علم ہی حاصل نہیں کیا جو والی بننے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا

کہ یہ عہدہ دنیاوی عہدوں سے مختلف ہے۔

آپ اس خواب سے بے چین ہو گئے اور تشنگی اور بڑھ گئی۔ یہ خواب اور وہ نورانی چہرہ بزرگ آپ کے دل و ذہن پر چھا گئے۔ یہی خواب لیے آپ کئی بزرگان دین کے پاس گئے اور اس خواب کی تعبیر چاہی لیکن کوئی بھی اس خواب کی تعبیر نہ بتا سکا۔ آپ تھک گئے تھے مگر مایوس نہ تھے۔ اسی عالم میں ایک روز ایک شخص (نواب دین آڑھتی سکنہ بستی امانت علی رحیم یار خان) نے آپ کو اپنے پیر و مرشد کے لاہور سے آنے کی خبر سنائی۔ آپ نے ان بزرگ سے بھی ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا کیونکہ ابھی تک ان سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔

نواب دین صاحب نے آپ کو بتایا کہ ان کے پیر و مرشد اگلے روز شام کو ان کے غریب خانے پر تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ان کے منتظر رہے اور عین موقع پر جب وہ پیر و مرشد تشریف لا چکے تھے آپ ان کے پاس پہنچ گئے۔ اس موقع پر عجیب و غریب صورت حال پیش آئی کیونکہ آپ نے ان پیر و مرشد کو فوراً پہچان لیا کہ یہی نورانی چہرہ بزرگ خواب میں ان

کو ملے تھے۔ اور انہوں نے بھی آپ کو فوراً پہچان لیا، آپ کا نام لے کر پکارا اور مسکرائے۔ بس پھر کیا ہوا۔ دلوں کے سودے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور آپ نے ہمیں مرید تو کر لیا ہے مگر ہم بھاگ جایا کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم بھاگنے والوں کے پیچھے جا کر پکڑ لیتے ہیں۔

اور ایسا ہی ہوا۔ کئی بار ایسے ہی اقدامات ہوئے اور پیر و مرشد نے ایسے ہی کھینچا۔ حضرت پیر و مرشد صاحبؒ نے آپ کو جب بیعت کیا تو سب سے پہلے آپ سے عہد لیا کہ آپ ساری عمر صادق و امین رہیں گے اور خدا اور اسکی مخلوق کے ساتھ پاک ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ ساری زندگی صادق و امین رہے۔ نہ کسی کو زبان سے برا کہا نہ ہاتھ سے اذیت پہنچائی۔ اس کے بعد آپ متواتر پیر و مرشد کے آستانے پر حاضری دینے لگے۔ بارہ سال کی مسلسل حاضری کے بعد ایک بار پیر و مرشد نے فرمایا کہ میرا ایک مرید ایسا بھی ہے جو رہتا رحیم یار خان میں ہے اور بستا میرے پاس ہے۔ پیر و مرشد لاہور کے رہائشی تھے۔ جب مریدان نے

پوچھا کہ حضرت وہ خوش قسمت کون ہے تو انہوں نے آپ کا نام لیا۔ ایک بار صوفیوں کی جماعت پیرو مرشد کے پاس جمع تھی۔ صوفی پروفیسر محمد عارف ایاز جو حضرت سلطان العارفین سلطان باہو کے ارادت مند تھے۔ نے حضرت پیرو مرشد سے پوچھا کہ حضور آپ کے بعد تصوف کے مسائل پر رحیم یار خان میں ہم کس سے گفتگو کیا کریں گے۔ اس پر پیرو مرشد نے فرمایا کہ جناب ڈاکٹر شفقت فاضلی صاحب (یعنی آپ) ہی ان کے بعد رحیم یار خان میں تصوف کے مسائل پر گفتگو کیا کریں گے، ان سے پوچھا کریں۔

اس کے بعد ایک بار ترنڈہ سوائے خان میں جب سر پر پیرو مرشد نے صافہ باندھا تو ارشاد فرمایا کہ قطب عالم حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے خلافت عطا کرتے وقت، جو گانٹھ حضرت نظام الدین اولیاؒ کے پائجامہ کے ازار بند کو دی تھی، وہی گانٹھ آج حال پر میں قطب عالم فضل شاہؒ اپنے مرید کے سر پر صافہ باندھتے وقت دے رہا ہوں۔ جس طرح بابا فرید گنج شکرؒ نے فرمایا تھا کہ اس گانٹھ کو کوئی نہیں کھول سکتا، اسی طرح میری باندھی اس گانٹھ

کو بھی کوئی نہیں کھول سکتا۔ اور جس طرح بابا فرید کے مرید نظام الدین اولیاؒ تھے اسی طرح میرا یہ مرید ہے۔

یہاں صافے کی اس گانٹھ سے مراد علم وحکمت کی گانٹھ تھی۔ پھر ایسے ہی محفل سے اٹھ کر مسجد میں آئے جہاں مولوی یٰسین جو اپنے وقت کے عالم فاضل اور خوش الحان خطیب تھے، جمعہ کی وعظ میں حضور ﷺ کی عظمت وشان بیان کر رہے تھے۔ آپ بھی پیر ومرشد کے ساتھ وہیں موجود تھے۔ پیر ومرشد نے کان میں ایک راز کی بات کہی اور آپ سے اس کی تصدیق چاہی ۔جس کا آپ نے مثبت جواب دیا۔ یہ سنتے ہی پیر ومرشد پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور با آواز بلند آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے اللہ! میں اپنا یہ مرید تیرے حوالے کرتا ہوں ، اس کو اپنی محبت عطا فرما اور فقر سے آشنا کردے۔ اس کے چند ہی دنوں بعد دل کے حالات بدلنے شروع ہوگئے ۔ دنیا سے دل اچاٹ ہوگیا۔ آنکھیں اشک بار رہنے لگیں۔ ان دیکھی محبت شروع ہوگئی۔ کوئی سائے کی طرح ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

ایک دفعہ مصلےٰ پر بیٹھے تھے اور عصر کا وقت تھا۔ خدا کی غائبانہ کیفیت طاری ہوگئی اور اونچی اونچی دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ پتا نہ چلتا تھا کہ کون رو رہا ہے۔ آواز ان کی اپنی تھی مگر رو اندر سے کوئی اور رہا تھا۔ سب محلے والے اکٹھے ہوگئے، مگر آپ تھے کہ چیخیں ہی لگائے جا رہے تھے۔ بہت دیر بعد یہ کیفیت تھمی اور پوچھا گیا تو فرمایا کہ ماسویٰ کا کوئی حجاب تھا جو اٹھایا گیا ہے۔ اب راستہ صاف ہوگیا تھا۔ لیلیٰ ازل کی محبت اپنا کام کر چکی تھی۔ محبت کے دروازے وا ہوگئے تھے۔ بے قراریوں اور بے تابیوں نے آپ کے گھیرے ڈال لیے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اب بعد کی میری عمر کا رونا میرے مریدوں میں تقسیم ہو۔ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے تمام مرید، ان دیکھی طاقت کے زیرِ اثر روتے رہے۔ عاجز پر بھی اسی کیفیت کے بیسیوں مشاہدات ہوئے۔

پھر آپ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ کوئی چھوٹا موٹا شخص آپ کی صحبت میں بیٹھتا تو پکڑا جاتا۔ فوراً خدا کی محبت طاری ہو جاتی۔ بعض اوقات تو لوگوں کی یہ حالت ہو جاتی کہ ذہنوں کے فیوز اڑ جاتے۔ یہ عجیب علم ہے جو آپ نے لوگوں میں تقسیم کیا اور اس

کا فیض جاری کیا۔ یہ اللہ کا علم ہے۔لوگ کہنے لگے کہ ان کے پاس جادو ہے۔ جوان کے پاس جاتا ہے اسے رونے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔رونے والوں سے جب سبب پوچھا جاتا تو وہ جواب نہ دے سکتے اور کہتے کہ نہ جانے کیوں رونے لگے تھے۔

آپ کے پیرومرشد کا اس وقت تک وصال ہو چکا تھا۔ اب آپ سے فیض جاری ہو گیا۔ جو ایک بار آپ کا مرید ہو جاتا اسے پھر کہیں اور سکون نہ ملتا۔آپ کے چند مریدوں کے ساتھ ایسا ہوا۔ وہ آپ کو چھوڑ کر دوسرے پیروں کے پاس گئے مگر جلد ہی ان کا دل انہیں واپس آپ کے پاس کھینچ لایا۔

آپ تصوف کے حال پر داعی ہیں اور جو کچھ پیچیدگیاں تصوف کی راہ میں اور کج رویاں اس کی روش میں پیدا ہوئی ہیں ان کا سراغ لگانے اور اسے درست کرنے میں آپ کا کافی ہاتھ ہے۔ یہاں بزرگان دین نے قیمتی سے قیمتی کتب لکھیں اور تصوف مشکل سے مشکل ہوتا گیا۔آپ نے حال پر تصوف کا دولفظوں میں مفہوم پیش کر کے اس کا مسئلہ حل کر دیا۔یعنی کہ جو چیز تیرے اور تیرے اللہ کے درمیان آجائے اسے ایک طرف

کردے۔ یہی تصوف ہے۔

صوفی کا مطلب ہے صفائی کرنے والا۔ تصوف اس راستے پر چلانے والا علم ہے اور ہدف اللہ ہے جس کو آپ نے لیلیٰ ازل کا خطاب دیا۔ یہ شائد اس صدی کا محبت حقیقی کا انوکھا فلسفہ ہے۔ اور آپ شائد اس میلینیم یعنی ہزار سال کے فقیر ہیں۔ خدا سے محبت کا یہ عجیب فلسفہ رابعہ بصریؒ سے شروع ہوا۔ وہاں محبت کی انتہا وصال تھی جبکہ یہاں محبت کا منتہا فراق ہے۔ اس لیے کہ وصال سے محبت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ یہ محبت ختم نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیے خدا سے فراق مانگتے ہیں کہ محبت قائم رہے۔ جس طرح ہم یہاں پر اللہ کے نام کے دیئے اور اس کی عظمت کے جھنڈے بلند کر رہے ہیں اسی طرح وہاں بھی ہم اس کے فراق میں، اسکی محبت کے دیئے روشن کریں اور اسی کی عظمت کے جھنڈے بلند کریں۔ اور اسکی محبت کو ختم نہ ہونے دیں۔

''بالِ عزازیل'' جو آپ ہی کی تصنیف ہے، میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

دیئے روشن اُسی کے نام کے کر

بلند جھنڈے اُسی گلفام کے کر
دل و جاں پیش کر اور کہہ خدا سے
ذرا جھلکی تو اپنے بام سے کر

(بال عزازیل)

آپ محبت کے ارفع ترین مقام پر فائز ہیں۔ آپ نے اس سے پہلے تین کتابیں 'بال عزازیل'، 'بانگ ورا' اور 'لیلیٰ ازل' تصنیف فرمائی ہیں۔ تینوں شاعری کی کتب ہیں۔ پہلی دو کتب کے ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ اقبالؒ کے ادھورے مشن کی تکمیل کی گئی ہے۔ 'بال جبریل' میں خیر کا موضوع زیر بحث رہا اور شر تشنہ لبی کا شکار رہا۔ 'بال عزازیل' نے اسی شر کو متعارف کرا کے عارفین کی تشنہ کامی کو سیراب کیا اور فقہائے تصوف کی آنکھیں کھول دیں۔ اتنے نازک موضوع پر اتنا کیف آفریں کلام بیان کرنا آسان بات نہ تھی، جسے پڑھنے سے شر کے پوشیدہ حجابات اٹھتے چلے جاتے؛ ابلیس یعنی عزازیل کی تخلیق کی منشا کا راز سمجھ میں آجاتا؛ شاباش کے مقابلے میں لعنت کی اہمیت واضح ہوجاتی؛ عقل کی غذا شاباش اور عشق کی غذا لعنت کے مفہوم کا پتہ

چل جاتا؛ دن اور رات کی حکمتیں کھل جاتیں اور خیر و شر کے دفتر سامنے آجاتے۔

اس کے بعد 'بانگ درا' آئی جس نے جبریلؑ و عزازیل یعنی خیر و شر سے نکلنے کا علم عطا کیا۔ اور اس راستے پر ڈالا جو سیدھا لیلیٰ ازل کی طرف جاتا ہے۔ نیز یہ سمجھایا کہ یہ دونوں طاقتیں تیرے استعمال کے لیے ہیں اور تو ان کا بادشاہ ہے۔ یہ تیری اطاعت میں ہونی چاہئیں نہ کہ تو ان کے زیر فرمان ہو۔ جب یہ تیرے زیر کمان ہوں گی تو تو ان سے آزاد ہو جائے گا۔ پھر تجھے خدا کے خلیفہ کا مقام عطا ہوگا۔

راقم الحروف شروع دن ہی سے آپ کے حلقہء اثر میں ہے۔ آپ کی باتوں کا جادو ایسا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سینکڑوں شرابوں کا نشہ ہو گیا ہو۔ فی زمانہ اللہ رب العزت سے محبت کے انداز کی جو داغ بیل آپ نے ڈالی ہے وہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

'تصوف کی دنیا۔ محبت کی دنیا' آپ کے بہت سے زریں اقوال و ارشادات اور چند نصائح کا مجموعہ ہے۔ آپ کی

شاعری کا انداز تو جدا اور منفرد ہے ہی، مگر نثر بھی آپ کمال کی لکھتے ہیں۔ یہ کتاب معاشرے کے ان نازک وحساس عناصر کی نقاب کشائی کرتی ہے جو بظاہر اب ماحول کا حصہ بن گئے ہیں لیکن حضرت انسان آج کی دنیا میں ان کے ہاتھوں ذلیل ورسوا اور بے بس نظر آتا ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف ان عناصر کی نشاندہی کی گئی ہے بلکہ ان سے آزاد ہونے اور بچاؤ کے فارمولے بھی سادہ زبان میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اب جس کا دل چاہے ان سے فائدہ حاصل کر لے۔

خادم دانش گاہ عالیہ

عامر فاضلی۔ سیکشن آفیسر

سول سیکریٹریٹ، حکومت پنجاب، لاہور

میں خوفِ قبر سے کیسے آزاد ہوا؟

☆ ....نیاز احمد فاضلی بی اے

محلہ فاضلیہ بغداد کالونی میں مجھے تقریباً سنہ 1986ء میں آباد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حسب معمول قرب وجوار کے ہمسایوں سے پالا پڑا مگر سب دنیاداری اور خود غرضی میں مگن تھے کوئی خاص پڑھا لکھا دوست نہ ملا۔

تاہم میرے قرب و ہمسائیگی میں ایک ایسی ہستی موجود تھی جس کو ہمسائے اور خود میں ایک عام انسان سمجھتے تھے۔ کوئی خاص توجہ نہ رکھتے تھے۔ ان کا نام حضرت علامہ ڈاکٹر شفقت فاضلی صاحب ہے۔ یہ بزرگ روحانی پیشوا جب بھی چلتے

پھرتے گلی کوچے میں ملتے تو دعوت خیر دیتے مگر میں تمام ہمسایوں کی طرح باتیں سن کر ٹال دیتا تھا بلکہ کبھی کبھی ان کو دیکھ کر راستہ بھی بدل لیتا۔

مجھے ان دنوں قبر کا بے انتہا خوف رہتا تھا۔ خوف قبر کی وجہ سے راتوں کو سو نہیں سکتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جمعہ کا دن تھا۔ اس عالی مرتبت ہستی نے مجھے اپنی مجلس میں مدعو کیا۔ چار، پانچ آدمی اور بھی تھے۔ محفل شروع ہوئی تو آپ نے خالق کائنات کا تعارف محبت کے حوالے سے شروع کیا۔ محمود وایاز کی محبت بھری کہانی اس طرح بیان کی کہ میں اس کی تعریف زبان سے بیان کرنے اور قلم سے تحریر کرنے سے قاصر ہوں۔

مختصر یہ کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا خوف جلال، دعوتِ جمال یعنی محبت میں تبدیل ہوگیا۔ اس دن ایسے پردے اٹھے کہ گویا میں رحمٰن ورحیم کے سایۂ رحمت میں جا بیٹھا۔ میری دنیا ہی بدل گئی کیونکہ میرے کریم کا فرمان ہے کہ جس نے میرے متعلق جیسا سوچا میں اسے اسی طرح ملوں گا۔ اس دن سے میں اس روحانی پیشوا اور محسن عظیم کے ساتھ منسلک ہوں۔ آپ کی مجالست

ناقابلِ فراموش ہیں۔

کاش کوئی میری آنکھوں سے میری ان آنکھوں کی ٹھنڈک کو دیکھے۔ ان کی مجالس میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ بیٹھے اور میٹھے محبوب (اللہ تعالیٰ المعروف میٹھا لیلیٰؑ ازل) کی مٹھاس بھری باتیں سنے اور ویران دل کو آباد کرے۔

آپ نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا ہوا ہے آپ کے کلام میں اور علامہ اقبالؒ کے کلام میں عام آدمی فرق محسوس نہیں کرسکتا۔ علامہ اقبالؒ نے 'بالِ جبریل' خیر کے حوالے سے لکھی اور آپ نے 'بالِ عزازیل' شر کے حوالے سے۔ دونوں اپنے اپنے مقام پر لاجواب کتابیں ہیں۔

مختلف ادوار میں بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام نے اپنے اپنے انداز میں علم تصوف کو پیش کیا۔ یہاں تک کہ اکابرین اولیا عظامؒ نے تصوف اور فقر پر انتہائی پیچیدہ اور دقیق بحثیں ارشاد فرمائیں۔ ان بحثوں میں اختلافات بھی پیدا ہوئے جنکی وجہ سے معاملہ سمجھ میں آنے کی بجائے خشکی کی راہ پر چل کر الجھتا گیا۔

ان بحثوں کو بغور پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ اس کو آسان

کرنیکی بجائے دشوار بنا دیا گیا ہے اور کوئی بھی اس راہ کو قبول کرنیکی استطاعت نہیں رکھتا۔ حالانکہ یہ علم ہر مومن مسلمان کو خدا کی طرف لے جانیکا واحد علم ہے۔ اس علم کے بغیر خدا کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔

فقہان تصوف نے وحدت الوجود کے غلط استعمال سے مخلوق کو خدا کا روپ دیکر لوگوں پر شرک کی راہ کو کھول دیا ہے۔ اگر مرشد خدا ہے تو پھر نبی ﷺ کون ہوسکتے ہیں جنہوں نے خدا کی راہ دکھانے کے لیے پتھر کھائے اور دانت شہید کروائے۔

آپ نے جس انداز میں تصوف کو پیش کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ فرماتے ہیں جو چیز بندے اور خدا کے درمیان حائل ہو جائے اس کو درمیان سے ہٹانے کا نام تصوف ہے۔

مثلاً اگر نماز، روزہ، حج زکوۃ ایسے فرائض، غرض و غایت کے حوالے سے ادا کیے جائیں، یعنی دوزخ کا خوف اور جنت کا لالچ اگر درمیان میں آجائے تو تصوف کے حوالے سے یہ شرک ہے۔

ہر چیز خدا سے ہے یعنی ہر چیز کا خالق خدا ہی ہے۔
کائنات کی ہر چیز اس کے واحد و لاشریک ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ آپ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور کلام الٰہی کی منشاء کے مطابق توحید کا درس دیا ہے جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے آسمان و زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کی باہمی تبدیلیوں میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ (۱۹۰۔سورہ آل عمران)

آپ نے عشق خداوندی کو جس انوکھے انداز میں پیش کیا اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آپ فرماتے ہیں محبوب کی محبت کی آگ میں بے قرار رہو جسکی اصل بنیاد فراق پر ہے، وصال پر نہیں۔ آپ فرماتے ہیں وہ محبوب ہی کیا جو وعدہ پر آجائے اور وہ عاشق ہی کیا جو وعدہ پر نہ جائے۔ دونوں اپنے اپنے مقام پر قائم ہوں تب محبّ اور محبوب کہلانے کے حقدار ہیں۔

آپ فرماتے ہیں

☆ دلوں کو صاف رکھو۔

☆ گھر والے کو گھر آنے دو۔

☆ غیر کو باہر نکالو۔

☆ حق والے کو حق دو۔

یہی اصل توحید اور منشا تخلیق آدم ہے۔اس کے علاوہ سب کچھ غرض و غایت ہے۔آپ کا یہ قول محبت اور رحمت کے حوالے سے صدیوں پر محیط رہے گا۔

رحمت غیروں کا مال ہے
اور خدا اپنوں کی متاع

آپ فرماتے ہیں۔

سما سکتا نہیں جو آسمانوں میں زمینوں میں
تعجب ہے سما جائے وہ اہل دل کے سینوں میں

(بانگ درا)

فقر کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

نگاہِ فقر میں کارِ جہاں کیا
فشارِ قبر کیا بارِ زیاں کیا
اگر حق سے نہیں خلوت نشینی
تو پھر جلوت کا گلزارِ جناں کیا

(بال عزازیل)

میں یہاں کیسے پہنچا!

☆ ....محمد عارف فاضلی

میں اپنی مریضہ بیٹی کے ساتھ یہاں آیا۔ دانشگاہ میں قدم رکھا۔ بیٹی کو حضرت علامہ ڈاکٹر شفقت فاضلی صاحب کے پاس دوا کے لیے بٹھایا تو درو دیوار پر نظر پڑی۔ زمین و آسمان اور مذاہب و ادیان کی تمام ہدایات لکھی دیکھیں۔ خاص کر جب خداوند قدوس، لیلیٰ ء ازل کے بینر پر نظر پڑی، جو سبز رنگ کی زمین پر سفید رنگ میں سورج کی طرح چمک رہا تھا، تو وہ آنکھوں کی راہ سے میرے دل تک اتر گیا۔ میں جیسے اسی کے لئے آیا تھا۔ میں اس پر نور تحریر میں ایسا گم ہوا کہ آجتک نہ تو خود کو دیوانہ

محسوس کرتا ہوں اور نہ ہی ہوشمند۔ گھر میں ہوں یا کام پر، دل کی تاریں اسی تحریر سے بندھی رہتی ہیں۔

جب شورِ دنیا سے اکتاتا ہوں تو دانشگاہ کی طرف بھاگتا ہوں اور حضور سے عرض نیاز کرتا ہوں۔ حضور کلام فرمائیں! بس پھر کیا ہوتا ہے۔ لب حضور کے ہلتے ہیں، در آسمان کے کھلتے ہیں، آنکھوں سے آنسو برستے ہیں، دامانِ عصیاں ڈھلتے ہیں۔ نہ جانے یہ باتیں کہاں سے اترتی ہیں جو دلوں کو چیرتی چلی جاتی ہیں۔ آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے۔ یہی صدا اٹھتی ہے، حضور بولیں، حضور بولیں، حجابات کے کنڈل کھولیں۔ بس پھر سماں رنگ لاتا ہے اور خدا قریب سے قریب تر آتا محسوس ہوتا ہے۔

پیارے بھائیو، سنو...!

آج کی عورت فیشن اور بے حیائی کے حوالے سے عورت کہلانے کا حق نہیں رکھتی۔ جس طرح معاشرے میں بے غیرت مرد کو مرد نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح بے حیا عورت کو عورت کہنا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین حقہ کے حوالے سے مرد کو عورت پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اسے مجازی خدا منوانے کے

لیے عورت کے منہ سے اپنے مرد کو خاوند کہنے کا حکم دیا ہے۔

خدا سے مشتق خداوند اور خداوند سے مشتق خاوند ہے اور یہ تینوں الفاظ خدا کے معنوں میں بولے جاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ ناظم اعلیٰ جو غیب سے تمام کائنات کا کاروبار چلا رہا ہے، اسے خدا اور جو ظاہر میں گھر جیسی چھوٹی سی مملکت، جس میں بیوی اور اسکے بچے آباد ہیں، کو چلا رہا ہے اسے اس گھر کا خاوند کہتے ہیں۔ اسی طرح شوہر کے معنی شاہ کے ہیں۔ بدنصیب جاہل عورت اپنے مرد کو شوہر کہنا تو تسلیم کر لیتی ہے مگر معنوی اعتبار سے شاہ نہیں مانتی۔

اب سسرال کی طرف آئیں۔ شوہر کا باپ، شوہر کا 'بادشاہ' ہے۔ اور شوہر اپنی بیوی کا 'بادشاہ' ہے۔ اب عورت جو اپنے شوہر کے ساتھ اسکے باپ کے گھر رہتی ہے تو گویا وہ دو 'بادشاہوں' کے سایہ عافیت میں ہے اور ان دونوں کی خدمت و اطاعت کا صلہ جنت کے وہ محلات ہیں جہاں شہدا، زمرد اور عقیق کے تختوں پر بستر لگائے بیٹھے ہونگے۔

عورت یاد رکھے کہ وہ حضرت حوا کی بیٹی ہے۔ اور حوا

جنت کی حوروں کی ملکہ کا نام ہے۔ حوروں کے حق میں خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنکو آجتک کسی مرد نے چھونا تو درکنار دیکھا تک نہیں۔ یہ پاکیزگی حضرت حوا کی ماتحت کنیزوں کی ہے جو رشتے کے حوالے سے حضرت حوا کی بہوئیں بھی ہیں اس لئے کہ وہ حضرت حوا کے بیٹوں کے نکاحوں میں دی جائیں گی۔

اب آیئے حضرت حواؑ کی بیٹیوں کی طرف، جنہوں نے اپنی ماں کے پردے کی کیالاج رکھی۔ جنکی ماں کی کنیزوں کو آجتک کسی مرد نے نہیں دیکھا اس ماں کی بیٹیاں سر بازار نیم عریاں لباسوں میں کھلے بالوں کو لہراتے ہوئے بے شرمی کا وہ مظاہرہ کر رہی ہیں کہ حضرت حواؑ کو انہیں اپنی بیٹیاں تسلیم کرنے میں شرم محسوس ہو رہی ہے۔

شادی ننگ، عیاشی، فحاشی اور بے حیائی کا نام ہے اس لئے خدا اور رسولؐ اس سے بیزار ہیں اور میں عاجز بھی اس سے روکتا ہوں۔ جبکہ نکاح، کفالت میں آنا، زیر سایہ ہونا، عبادت، بندگی، اطاعت اور پوجا کا نام ہے۔ یہ ہمارا حق ہے۔ میں اکی

تائید کرتا ہوں اللہ کی باتیں اللہ والے سمجھتے ہیں اور دل والوں کی باتیں دل والے۔ بات نہ سمجھنے سے جھگڑے بنتے ہیں۔ خصوصاً حکمت کی بات نہ سمجھنے والے کو جاہل کہتے ہیں اور یہ لوگ قلبی مریض ہیں۔ جاہلوں کے ہاتھوں سے ہی انبیاء اور بزرگان دین نے سختیاں اٹھائی ہیں۔

آج مغرب کی دنیا سے عورت کو اٹھالیا گیا ہے۔ وہاں ڈھونڈے سے بھی عورت نظر نہیں آ رہی ۔ اب وہی عفریت عورت کو نگلنے کے لیے مشرق میں دھرنا مار کر بیٹھ گئے ہیں۔ کایا پلٹ رہی ہے۔ یہاں بھی عورت اپنے عورتانہ احساس سے بیزار، شرم وحیا کی چادر پھاڑ کر اس جنگل کی طرف جا رہی ہے جہاں شرم وحیا کو چیر پھاڑ کر کھانے والے درندے مغرب کی عورتوں کی باقی ماندہ ہڈیوں کو چبا چبا کر کھاتے نظر آ رہے ہیں۔!

جس قوم کی عورت میں حیا نہیں رہتی وہ قوم دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ اب جہاں کہیں بھی چیدہ چیدہ معنوی عورت موجود ہے اس سے میری التجا ہے کہ وہ ایکبار ضرور کتاب 'تصوف کی دنیا۔ محبت کی دنیا' کا مطالعہ کرے۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑا سا بھی

حضرت حوا کے خون کا اثر ان میں ہوا تو یقیناً جنت کا راستہ ان کے ہاتھ آجائے گا۔

. تکوین کائنات کو حقیقت کی آنکھ سے دکھانے کے بعد مجھ پر جو اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا وہ یہ ہے کہ میرے دل نے ماسوا کے پھولوں، سبزہ زاروں، پہاڑوں، سنگ و خشت، میکدہ اور بادہ و جام سے ہمکلام ہونے سے بیزاری کا اعلان کر دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

میں کیسے مسلمان ہوا !

☆........سرفراز فاضلی

ایک فقیر وہ ہے جسکا عمل بولتا ہے، اور ایک وہ جسکا بولنا ہی عمل ہے۔

قال سے جنکے حال ہوں بہتر
دور کے مرشد وقت کے رہبر

(بانگ درا)

حقیقت میں دونوں ہی مقام اولیٰ پر ہیں۔ مگر آسانیاں تقسیم کرنے کے حق میں فقیر ثانی اپنی مثال نہیں رکھتا۔ عقوبت کے اس متھور دور میں وقت نہ ملنے کے تادیبی جملے کے فریب سے ہٹ کر بندے نے جنگلوں، پہاڑوں اور صحراؤں کی خاک

چھانی۔ سجادہ نشینوں اور خاک استادہ فقیروں کے آستانوں کو چوما۔ تارک الدنیا مجذوبوں کے خاموش اور بے ضرر ماحول میں بیٹھ کر دیکھا۔ ملنگانِ شوریدہ جہاں کے تھنڈوں میں ساقیانِ سبزہ زار کے ساتھ بھنگ، افیون اور چرس کے سہلا دینے والے نشوں کی چسکیوں میں گم رہ کر اور کبھی ان خرافات سے ہٹ کر بھی آزمایا۔ مگر وہ پردہ معمور جنبش میں نہ آیا۔

ایک دن اتفاق سے اسی جھنڈ کے کونے میں ایک دیوار پر رنگین ٹائٹل چسپاں دکھائی دیا جس پر، جولاں گاہ محبت کے حقارز کے حوالے سے، ایک شعر درج تھا جو اپنی پوری توانائی کے ساتھ دل کی کیفیتوں اور روح کے کنڈل کھولنے کیلئے میری طرف ہاتھ بڑھائے کھڑا تھا۔ اس شعر نے بعد میں مجھے اپنے تخلیق کار قبلہ گاہ عالم، مرشد اکمل، حضرت فقیر منظور شفقت فاضلی کے حضور طوق غلامی پہننے پہ رضامند کرلیا۔ وہ شعر جسکی دل میں اترنے کی توانائی کو صدیوں تک کے لیے تسلیم کیا جاچکا ہے۔ جس کو پڑھ کر مجھ پر اسلام کا سچا راستہ کھلنا شروع ہوا۔ اور لاالہ الااللہ کے اصل معنی سمجھ میں آنے شروع ہوگئے۔ شعر تھا:

میں نہ ہوتا تو تخیل نہ سنورتا تیرا
سجدہ آدم سے نہ تھا کچھ بھی بگڑتا میرا

یہی راز تھا جو بیس بائیس سالوں سے میری جستجو، میری تمنا، آرزو اور دل کے نہاں گوشوں کی گرہ بنا ہوا تھا۔ شعر کو ایکبار پڑھا۔ پردۂ رازِ نہاں اٹھا۔ دوسری بار پڑھا۔ آواز آئی یہی راز ہے جو تیرے لئے سربستہ جہاں تھا۔ فقہاء تصوف کا اصل جہاد، تخلیق کائنات کا ولن، لیلیٰ ازل کو ملنے کا پوشیدہ راستہ، آدم کے بلند درجات کے حصول کا زینہ، جسکے ایک لمحہ کا سقوط عالمِ ہست دبود وبے سود ہو۔ وہ فتنہ جو آدم کے خون کے خلیے خلیے میں موجزن ہے جس کے وجود سے خیر کا وجود ہے۔

آ گیا اس سوال کا جواب جس نے قریہ قریہ گھمایا پھرایا کہ آخر کیوں ایک غلام نے اپنے زبردست مالک خدا کے سامنے برجستہ آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر اسی غلام کو اس دعوے پر موقع دیا کہ اے اللہ میں تیرے بندوں کو تیری راہ سے بھٹکاؤں گا تیرے در سے پھیروں گا۔ پھر خداوند قدوس کا یہ فرمان کہ جو تیرے ہونگے وہ تیری طرف اور جو میرے ہونگے وہ

میری طرف آئیں گے۔

میدان صاف ہوگیا۔ راز ہاتھ آ گیا کہ یہ سب کچھ آدم کو پرکھنے کیلئے کیا گیا ہے۔ اس طرح کہ خیر وشر اور شاباش اور لعنت اس راستے کے دو کنارے ہیں جنکے بیچوں بیچ چل کر آدم کو اپنے محبوب حقیقی، لیلیٰ ازل تک پہنچنا ہے۔ اگر یہ خیر پر رکا تو جنت اور اگر شر پر اٹکا تو دوزخ ہے۔ اگر دونوں سے نکل گیا تو آگے اللہ کے چہرے کا گھونگھٹ ہے۔ یعنی پردہ نور کی جھلمل، کبھی مژگاں کبھی کاکل، کبھی آنکھیں کبھی کاجل، کبھی ہونٹوں کے لالہ وگل کبھی ٹھوڑی کا مہ کا تل، کبھی زلف کبھی آنچل، کبھی بے پردہ وہ قاتل۔

ادھر لاکھوں دلِ بسمل، صدائے محشرِ مقتل، ہزاروں یوسفِ تھرتھل، ہزاروں رومیؒ اکمل، ہزاروں شبلیؒ کامل، ہزاروں حافظؒ جل تھل، ہزاروں رابعان گل۔

مگر اک احمدِ مرسل جو بن چون و چرا اہچل، لبوں کے لے کے لالہ وگل، وہ بانٹیں گے سرِ محفل، پکارے گا کبھی کاکل، پکارے گا کبھی کاجل، سنبھالو عاشقوں کے دل، سنبھالو عاشقوں کے دل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

اُس خداوند قدوس اور رب العزت المعروف
لیلیٰ ازل کے نام

جس کی ایک جھلک نے ذروں کو پروانہ، پھولوں کو مستانہ، آنکھوں کو پیمانہ، ہونٹوں کو میخانہ اور دلوں کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔

تصوف کی دُنیا

اِس صدی کا قولِ زرّیں

☆☆☆

ماں کے لاڈ پیار کی تہہ میں جہنم اور باپ کی
سختی کی تہہ میں جنت پوشیدہ ہے۔

﴿☆☆☆﴾

لیلیٰ ازل کے حوالے سے
آکاشِ نبوت اور جولاں گاہِ عشق کے شب و روز

جس طرح نبوت کے ہمہ گیر اور جاں گداز آکاش کی روح پرور راتوں میں حضور ﷺ چاند اور صحابہ کرامؓ تاروں کی مانند سرمست و بیخود اور دوسرے خطاکار و روسیاہ گردشِ دوراں کے بے ہمت ذروں کی طرح سرگرداں شرفِ باریابی کیلیے مضطرب و بیقرار نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جولاں گاہِ عشق و مستی کی دل سوز و دل نواز راہوں میں لیلیٰ ازل کی صرف ایک جھلک دیکھنے کیلئے لاکھوں یوسفؑ، لاکھوں حلاجؒ، لاکھوں شمسؒ، لاکھوں رومیؒ، لاکھوں رابعہؒ، لاکھوں جنیدؒ، لاکھوں شبلیؒ، لاکھوں حافظؒ اور ان

جیسے لاکھوں اَن گنت عشاق لمبی قطاروں میں کوئی دل کو لئے بیٹھا ہے کوئی تھامے جگر ہے۔

☆☆☆☆☆

تصوف اور کلمہ طیبہ

فرضی عبادات اور عشق و محبت کی اصل حقدار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول، کشتہ عِشق خداوندی اور علمبردار اِخلاق عبدیت ہیں۔

نوٹ:۔ تصوف میں حضور کی حقیقت کشتہ عشق خداوندی اور حضور کی شریعت علمبردار اخلاق عبدیت کے طور پر مانی جاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

تصوف اور ارکانِ دین

☆ یاد رکھ! کلمہ یہ ہے کہ تُو خدا کو ہر سمت اور ہر جگہ دیکھے۔

☆ نماز یہ ہے کہ تیرا ہر سجدہ مقام نفی پر ہو۔

☆ روزہ یہ ہے کہ تُو شکم سیری سے توبہ کرلے۔

☆ زکوٰۃ یہ ہے کہ تُو اپنے غریب بھائی کو اپنے جیسا کرلے۔

☆ حج یہ ہے کہ تُو اللہ اور اسکی مخلوق سے پاک ہو جائے۔

☆ خیرات یہ ہے کہ تُو اتنا دے کہ لینے والے کو آخر میں تُجھے دامن جھاڑ کر دکھانا پڑے۔

صادق اور امین کون ہے؟

جو تقسیم کے وقت خود کو اور اپنے گھر والوں کو بھول جائے اور تقسیم کے بعد اس طرح دامن جھاڑ کر گھر کو لوٹے، جس طرح مرغابی پانی میں غوطے لگا لگا کر جب اڑتی ہے تو اس کے جسم پر پانی کا ایک قطرہ بھی نظر نہیں آتا۔

☆☆☆☆☆

تصوف کیا ہے؟

تیری منزل تیرا ہدف تیرا اللہ ہے۔جو چیز تیرے اور تیرے اللہ کے درمیان حائل ہو وہ دنیا ہے۔اور اس حائل شدہ چیز کو درمیان سے ہٹانے کا نام تصوف ہے۔

☆☆☆☆☆

راہِ تصوف

اب تصوف ہی ایک ایسا راستہ ہے جس پر چل کر مذاہب کے پیادوں کو مار بھگایا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے پہلی اُمتوں کی طرح پھر انسانوں کو اپنے اصل مرکز اللہ سے ہٹا کر اپنی اپنی پسند کے خُدا بنانے میں ان کی رہنمائی کر کے مذہبی تعصبات کے خولوں میں اس طرح گھیر لیا ہے۔ کہ اب کسی کو بھی اپنے اصل مرکز اللہ کی طرف جانے کا راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔

☆☆☆☆☆

دیکھ کر بتا

امام الناس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آتشکدہ سے لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی تک کے دور کی اصل منشاءِ عشق خداوندی اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تیئس سالہ پنج پا زندگی ، پاک کی اصل روح دیدار خداوندی پر غور کر اور پھر دیکھ کر بتا کہ تیرا امام تجھے کس طرف لے جا رہا ہے۔

قوموں کی اخلاقی بربادیاں

جس قوم کو اپنے جائز و ناجائز کام نکلوانے کیلئے سرکاری اہلکاروں میں رشوت کو بطور سوغات دینے کی عادت پڑ جائے تو یاد رکھو! ایسی قوم کو کوئی طاقت تباہی سے نہیں بچا سکتی۔ اور وہ اہلکار اس قسم کی آمدنی پر پلنے والی اولاد سے حیا کی توقع مت کرے۔ اس لئے کہ جب رشوت لینے والے میں حیا نہیں رہی تو کھانے والوں میں حیا کب ہوگی۔

خیر و شر کی گزرگاہیں

جس طرح روٹی کے بغیر دین و دنیا کے فرائض کی تکمیل ناممکن ہے اسی طرح عزازیل کی کسوٹی کے بغیر نبوت کی پُر خار وادی سے گزرنا بھی ناممکن ہے جس کے ثبوت میں حق تعالیٰ نے انبیاء کی ایک وسیع جماعت کو گزار کر دکھایا ہے۔ اور اب روٹی کے ثبوت میں عزازیل کے گھیراؤ اور انحطاط سے مخلوق کو دنیا کی وادی سے گزارا جا رہا ہے۔

تصوف کی دنیا

صادق اور امین بندوں سے خدا کا وعدہ

میرے بندوں میں کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو زمین پر قدم رکھنے سے گریز کرتے ہیں اور زمین ان کے پاؤں کے مساس کو ترستی ہے حالانکہ وہ زمین پر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہ دنیا اور دنیا والوں سے بھاگتے ہیں حالانکہ دنیا والے ان کے وجود کی برکتوں اور روحانی کیفیات سے آرام پاتے ہیں۔ یہ سر اٹھا کر آسمان کی طرف نہیں دیکھتے جبکہ انجم ہائے افلاک، کہکشائیں، چاند اور سورج ان کو دیکھتے ہیں تو ان کے چہرے دمک اٹھتے ہیں۔ یہ نہ تو مجھ سے مانگتے ہیں اور نہ ہی سوال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مجھ سے ایسی چیز کے طلب گار ہوتے ہیں جو اس

جیسی کئی کائناتوں پر بھاری ہے۔ میں ان کا رب ان کی دعاؤں کا منتظر رہتا ہوں کہ یہ دعا کریں اور میں انہیں شرف قبولیت سے نوازوں۔ ان کے ظاہری اور باطنی معاملات کو جو، ان کے اور میرے درمیان ہیں، نہ زمین والے جانتے ہیں نہ آسمان والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو میری قبا کے نیچے ہیں اور حاصل کائنات ہیں اور میری باذوق فطرت اور قدرت کا برہان ہیں۔ یقیناً یہی لوگ میرے دیدار کے مستحق ہیں۔ کل جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے۔ اور کاروبار قیامت اپنے اختتام کو پہنچے گا تو میں اپنی قبا کو اٹھا کر انہیں حاضر کروں گا اور کہوں گا....... آؤ پیارو !........ میرے فراق میں رونے والو! مجھے دیکھو اور اپنی نگاہوں کی پیاس بجھاؤ۔ میں تمہارا رب تمہارے سامنے ہوں۔ دیکھو اور جی بھر کر دیکھو۔ بس پھر کیا ہوگا۔

میں سرتاپا محبت بارگاہ میں جب کھڑا ہوں گا

وہ چشم سرمگیں اٹھے گی محفل کو ہلا دے گی

تو پھر پینے پلانے کا یوں شفقت سلسلہ ہوگا

وہ مینا آنکھ آفت کی مجھے ساغر بنا دے گی

(بانگ درا)

☆☆☆

محبت

جس عبادت میں محبت نہیں وہ عبادت خشک ہے۔ تیرے منہ پر پڑے گی۔ اور جس عبادت میں محبت ہے وہ تجھے دونوں جہانوں سے آزاد کر کے اللہ کے قریب لے جائے گی۔

پاک

خُدا سے پاک ہونا یہ ہے کہ تو خُدا کے لئے دونوں جہانوں سے ہاتھ اُٹھالے۔ اور مخلوق سے پاک ہونا یہ ہے کہ تو ان کے حق میں صادق اور امین بن کر اپنے حصے کی جنت دوزخیوں میں تقسیم کر کے انکے حصے کی دوزخ میں خود چلا جانا پسند کرے۔

ایثار

ایثار یہ نہیں کہ تو خدا پر روپے پیسے اور بھیڑ بکری کو قربان کر کے علیحدہ ہو کر بیٹھ جائے۔ بلکہ ایثار یہ ہے کہ خدا تجھ کو جنت کے باغات، محلات، تاج وتخت اور غلمان وحوریں عطا کرے اور تو ان سب کو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے حاجت مندوں میں بانٹ کر اللہ کے راستے میں اسکی صرف ایک جھلک دیکھنے کیلئے بیٹھ جائے۔

کاملیت اور اکملیت

محبت میں محبوب کے سوا ہر چیز کو بھول جانے کا نام کاملیت ہے اور عشق میں محبوب پر فنا ہو جانے کا نام اکملیت ہے ۔ نیلے پیلے کپڑے پہننے اور چلہ گنڈے کر کے لوگوں کو حیرت اور مشقت میں ڈالنے کا نام فقیری نہیں بلکہ اللہ اور اس کی مخلوق سے پاک ہو جانے کا نام فقیری ہے۔

اِعلانِ حق

میں وہی خدا ہوں جس نے ایسے شہروں کو جنہیں شر نے گھیر کر شرک وضلال کی آماجگاہ بنا رکھا تھا اور وہاں کے زاہدوں نے ان لوگوں کو بچانے کی بجائے خود کو بچانے کی کوشش میں گوشہ نشینی اختیار کر رکھی تھی، سرکش ہوتے دیکھا۔ پھر میرا عذاب آیا جس نے ان سب کو ایک ہی چکی میں دانوں کی طرح پیس کے رکھ دیا۔

فرمان رسول ﷺ

مبلغ کے قلم کی سیاہی کا ایک قطرہ شہید کے خون سے افضل ہے۔ وہ اس لئے کہ شہید نے صرف اپنے آپ کو بچانے (یعنی اپنے لیے جنت حاصل کرنے) کیلئے اللہ کی راہ میں خون بہایا ہے۔ جبکہ مُبلغ نے خلقِ خُدا کو بچانے کیلئے سیاہی کے قطرے کا استعمال کیا۔

☆☆☆

دین و دنیا میں محبت خداوندی کی دو صورتیں

ماں

بے راہرو محبت کا نام ممتا اور راہرو محبت کا نام ماں ہے۔ اولاد کو ہمیشہ راہرو ماں کی ہی ضرورت رہی ہے۔ جس نے اپنے ہاں پیدا ہونے والے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ادب واطاعت کے زیور سے آراستہ کر کے، باپ کے آگے جھکنے کا حکم دے کر معاشرے میں آداب فرزندی کی بنیاد رکھی اور اللہ نے اس عمل کو دین قرار دے کر اس کے پیروکاروں کو منشاءِ تخلیق آدم کے حوالے سے اِنسان کامل کا خطاب دیا۔

باپ

ذوالجلال والاکرام کے حوالے سے محبت کی دوسری صورت کا نام باپ ہے جس کی اطاعت اور پیروی میں اولاد کو دنیا کی عظمتیں اور آخرت میں جنت کی رفعتیں عطا ہوتی ہیں۔

☆☆☆

فقیرو یاد رکھو!

خیر وشر کی ناپ تول نے بندوں کو حق بندگی سے ہٹا کر خُدا کی نظروں سے گرادیا ہے اور اسی آفت نے انہیں دونوں جہانوں میں گھیر رکھا ہے۔ نجات اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ ان دونوں (یعنی خیر وشر) کی ہوس کے دائروں سے باہر نہیں آتے۔

راہِ سلوک

تصوف کے حوالے سے طریقت کا پہلا سبق

بیٹا باپ کے آگے، بیوی شوہر کے آگے، بہو سسرال کے آگے، مرید پیشوا کے آگے اور بندہ، خُدا کے آگے سجدہ حق ادب بجالائے اِس سے اپنی نفی ہوکر معاشرہ درست ہوگا۔

نوٹ:۔ ایک سجدہ عبادت ہے جو صرف اللہ تعالٰی کیلئے ہے۔ جس سے بندے کی نفی ہوکر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا سجدہ ادب ہے جو ماں باپ، پیر استاد، مرشد کے حضور سر جھکا کر بیٹھنے کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اِسمیں بھی اپنی نفی شامل ہوتی ہے۔ جس سے اخلاق درست ہوکر معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔ پیارے اصلاح نفی میں ہے اثبات میں نہیں۔

فقیر کے دو با کمال عمل

جناب سرور عالم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا، اے علی! جس دن تُو نے بلا تخصیصِ غیرے اس سُلگتی دنیا کے کسی ایک انسان کی خدمت کی یا بھوکے کو کھانا کھلایا تو سمجھ لے کہ تیرا وہ دن محشر میں میرے ساتھ گزرا اور فردوس تجھ پر مسلط ہوگئی۔ اور جس دن تو نے کسی بیمار، زخمی یا بھوکے جانور کی خدمت یا تیمارداری کی اور کھانا پانی کھلایا پلایا تو سمجھ لے کہ تُو تمام عمر کے پہاڑوں جیسے بلند و بالا گناہ اور ریت کے ذروں کے برابر عصیاں کو ہوا میں اُڑا کر حشر کی تمام تر مشکلات کو طے کر کے خُداوند قدوس کے سایۂ عافیت میں جا بیٹھا۔

☆☆☆☆☆

تصوف میں اللہ کا مال اور اس کے استعمال کی منشاء

پیارے سن! اللہ کے مال کو اللہ اور اس کی مخلوق پر خرچ کر کیونکہ یہ مال اللہ کا ہے۔ ہم نے اس کے دیئے ہوئے مال سے دینا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر دوزخ ہاتھ آئے تو اس کو نہیں، اگر جنت ملے تو اس کو بانٹ۔ تصوف یہ ہے کہ اللہ کا غم ہزار نعمتوں پر بھاری ہے۔ اسے چھپا چھپا کے رکھ۔ اور خوشی ہزار رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اسے دکھا دکھا کے لوگوں میں تقسیم کر۔ اس لئے کہ غم صرف تیرے ایک کے لیے ہے اور رحمت تیرے ایک کے لیے نہیں ہے۔ معرفت یہ ہے کہ تیرے دل میں غموں اور خوشیوں کے نزول کی ایک جگہ مقرر ہے، جہاں

یہ اللہ کے حکم سے آتی جاتی رہتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خیر کو تقسیم کرا اور شر کو چھپا۔ کیونکہ خیر میں تیری عزت اور شر میں تیری ہمت پوشیدہ ہے۔

شریعت یہ ہے کہ تو جو اپنے لیے کھاتا ہے، اس سے گندگی اور جو اللہ کیلیے دوسروں کو کھلاتا ہے اس سے بندگی بنتی ہے۔ ان دونوں کے صحیح استعمال کا نام علم تصوف ہے۔ اسکے نتیجے میں حاصل ہونے والی زندگی حسنہ اور یہی منشا خداوندی ہے۔

☆☆☆

تصوف میں ترجیح کا پس منظر

اے انسان تو صرف اتنا ہی سوچ لے کہ خداوند قدوس کے عطا کردہ چوبیس گھنٹوں میں کتنا وقت اپنی عورت کو اور کتنا وقت اپنے خدا کو دے رہا ہے تو حق بندگی کا دروازہ تجھ پر کھل سکتا ہے۔

اگر نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی ادائیگی کے وقت کو تو خدا کا وقت کہتا ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اس لئے کہ تو نے اپنی بیوی کی خوشیوں کی خاطر چوریاں، ٹھگیاں اور مخلوق سے جو دغابازیاں کی ہیں انکی معافی اور اپنی نجات کی غرض سے یہ دینی فرائض یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ادا کئے ہیں۔ یہ وقت بھی

تو نے اپنے بچاؤ کے لئے نکالا ہے، خدا کے لئے نہیں!

اب سوچ اور حق کی نگاہ سے دیکھ کہ بیوی کو تمام وقت دیکر تُو نے بیوی کو خدا پر ترجیح نہیں دی؟ اگر ایک صحابیؓ کی روح اپنی بیوی کو ماں پر ترجیح دینے کے سبب حضور ﷺ کی موجودگی میں قفس عنصری سے پرواز نہیں کر سکتی جب تک کہ ماں راضی نہ ہو جائے۔ تو جس نے بیوی کو خدا پر ترجیح دے رکھی ہو اور اسکے کاموں کے لئے تمام وقت لگا رکھا ہو اسکی روح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی موجودگی میں قفس عنصری سے کس طرح پرواز کر سکتی ہے۔ جب تک کہ اس کو حکمت والے نبی ﷺ کے نسخے کے مطابق دہکتے انگاروں پر ڈال کر راکھ نہ کر دیا جائے روح کی نزع کا عمل پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور یقیناً نزع کے وقت فرشتے اسکے ساتھ یہی عمل کرتے ہیں جو ظاہراً دکھائی نہیں دیتا مگر باطن میں اس کا جسم انگاروں پر رکھ کر روح کو انتہائی اذیت کے ساتھ سپرد دوزخ کر دیا جاتا ہے۔

پیارے یاد رکھو! یہ اولیا اللہ آپ ہی کی دنیا کے رہنے والے تھے۔ بیوی بچوں کو بھی پالتے تھے۔ مگر انہوں نے اللہ کو

بیوی بچوں پر تو کیا کائنات پر ترجیح دے رکھی تھی۔ جس پر اللہ کی
بے پناہ توفیقوں نے انکو اپنے گھیرے میں لے کر نجات تو کیا،
تقسیم جنت پر مامور کر دیا۔ یہی لوگ مصطفویؐ ہیں۔ یعنی حضرت
محمد ﷺ کے امتی۔ باقی سب کے سب اللہ کے ہاں جنت کا
کوڑا کرکٹ یا دوزخ کا ایندھن قرار دیئے گئے ہیں۔

☆☆☆

نکاح

تصوف میں جہیز اور حق مہر کی حقیقت

پیارے دل اور روح کے درمیان دنیا کے مال، شیشے اور لکڑی کے سامان کو نہیں رکھا جا سکتا۔

☆☆☆

جہیز

بیوی کا اپنے شوہر کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو اوصاف کی نظر سے دیکھنا اور ساس وسسر کی خدمت کو بندگی کی حد تک بجالانا یہی اصل جہیز اور اسکی منشاء ہے۔

☆☆☆

حق مہر

بیوی کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو جتائے بغیر معاف کر دینا اس پر اعتماد و یقین اور بھروسہ رکھنا یہی حق المہر کی ادائگی ہے۔ جب کہ بیوی کا مرد کی اور مرد کا بیوی کی غلطیوں کو پکڑتے اور اس پر جھگڑتے رہنا عدم نکاح کی دلیل ہے۔

☆☆☆

غیر معجل حق مہر

غیر معجل حق مہر میاں بیوی کے درمیان ایک دراڑ ہے جو ادا کیے بغیر میاں بیوی کو ساری عمر اکٹھا نہیں ہونے دیتی۔ اور جہیز بیوی کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جسے شوہر سمیت سسرال والے دیکھ تو سکتے ہیں مگر چھو نہیں سکتے۔

☆☆☆

اسلامی تصوف کی رو سے فلسفہ جہیز اور اس کی حقیت

آج کل جہیز کا استعمال عورت کو طاقت ور اور مرد کو کمزور رکھنے کے لیے ہو رہا ہے۔ جب کہ اسلام اور تصوف کی رو سے جہیز کا تصور یہ ہے کہ جس طرح بندہ اپنے اللہ کے حضور نماز، روزہ، حج اور پاکیزگی کا سامان اس لیئے لے کر حاضر نہیں ہوتا کہ اللہ کو ان کی ضرورت ہے یا اس کے ہاں اس کی کمی ہے بلکہ بندہ صرف یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ دنیا میں اللہ سے غافل نہیں رہا۔ اسکا ہی نام جپتا رہا ہے۔ اسی کا ہی ہو کر رہا ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی جہیز کا سامان اپنے خاوند کے حضور ان الفاظ میں پیش کرنا چاہئے کہ میرے بادشاہ، یہ ہدیہ تیری شان کے آگے

کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہ ایک ایک چیز تیرے ہی نام پہ خرید کر
لائی ہوں اور ہر چیز سے تیری حکومت اور اپنی اطاعت کا اقرار
کرتی ہوں۔ یہ سب چیزیں تیرے قدموں پہ نثار اور ان سے اپنی
پاک دامنی کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔ لھذا مجھ ناچیز اور اس حقیر
ہدیہ کو جس طرح دل میں آئے استعمال میں لائیں۔ اگر مجھ سے
کوئی غلطی ہو جائے تو اپنی ستاری، اور اگر گناہ ہو جائے تو اپنی
غفاری سے درگزر فرمائیں۔ اگر جہیز میں لاکھوں کا سامان ہو اور
زبان پر علم حقیقی اور عقیدت کے یہ چند الفاظ نہ ہوں تو وہی سامان
عورت کے لئے زہرِ قاتل بن جاتا ہے اور اگر جہیز ساتھ نہ بھی ہو
اور صرف یہ الفاظ ہی ادا ہو جائیں تو پہلی رات ہی خاوند، بیوی کو
گھر کی چابیاں عطا کر دے۔ ماضی میں اسی طرح حضرت خدیجہ
الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام دولت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدموں پر ڈھیر کر کے عرض کیا تھا اور یہی تعلیم حاصل کرنے کا
عورت کو حکم دیا گیا ہے۔

☆☆☆

رخصتی کے وقت ماں کا بیٹی سے خطاب

بیٹی! اب تو سیانی ہوگئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ علم حقیقی کا وہ حصہ جس نے سسرال میں جا کر میری رہنمائی کی، تجھے بھی ایک ایک کر کے سمجھا دوں۔ یہ علم میری والدہ کی طرف سے مجھے عطا کیا گیا ہے۔ یعنی کہ تو اب گڑیوں سے کھیلنا چھوڑ دے۔ بدتمیزیاں، بھاگ دوڑ، اچھل کود، رونا چلانا اور ضدی پن۔ یہ سب کچھ ماں باپ کے ہاں تو برداشت ہو سکتا ہے، سسرال کے ہاں نہیں۔ وہاں تجھے ایک ایک بات پر ٹوکا جائے گا۔ ساس کی خدمت گزاری کے لئے تجھے رات کا ایک حصہ مخصوص کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ وہ تیرے شوہر کی جنت ہے، راحت ہے۔ تجھے

اس کے لئے راحت مہیا کرنی ہوگی۔ وہاں تیرے ایک ایک چلن پر نظر رکھی جائے گی تاکہ تو ایک خوبصورت عورت بن کر معاشرے کو سنوارنے میں مدد دے سکے۔ تو اس معاملے میں سسرال کو، کالج اور علم کی یونیورسٹی سمجھنا۔ اس معاملے میں نندیں بھی تجھ پر سخت نگرانی کریں گی۔ سسر کی خدمت تیرے اعتماد کو بحال کرے گی۔ اس لئے کہ وہ تیرے شوہر کا قبلہ ہے اور تیرے بھی قبلے کی جگہ ہے۔ تجھے لے جانے والا اصل میں وہی ہے۔ وہ وسیلہ ہے تجھے شوہر تک پہنچانے کا اور وسیلہ ہی سلام کے لائق ہے کہ اسی پر سلام پڑھا جائے۔ بیٹی! سسرال میں جاکر ہماری تعریف مت کرنا بلکہ انہی کی تعریف میں لگی رہنا۔ بھول کر بھی جہیز پر غرور مت کرنا بلکہ ان کی خدمت میں اپنی اور ہماری طرف سے بطور ہدیہ پیش کرنا۔ بیٹی! وہاں ایک غلطی پر باتیں سننا پڑیں گی۔ صبر سے سننا اور برداشت کرنا۔ وہ سب باتیں تیرے حق میں بہتر ہوں گی۔ سب گھر والوں سے مل جل کر رہنا۔ تلخی کو زبان پر مت لانا۔ سسرال اصل میں تیرے 'شاہ' کا گھر ہے۔ تیرا مالک اسی گھر میں رہتا ہے۔ اس گھر سے علیحدہ رہنے کی مت سوچنا۔

ان کا دین، مذہب اور اچھائیاں اپنانا اور ان کی برائیوں پر پردہ ڈالنا۔ خاوند اور ساس، سسر کے سامنے کھانا مت کھانا۔ اس سے بدتمیزی ظاہر ہوتی ہے۔ جتنا ہو سکے کم بولنا۔ ہر کام میں ساس کو اولیت دینا۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ خاوند یا ساس، سسر کے بیٹھنے والی جگہ پر مت بیٹھنا۔ بلکہ ساتھ کسی ادنیٰ چیز پر بیٹھنا۔ تو بیٹی! اتنی باتیں سمجھنے کے بعد جب تو نتیجہ نکالے گی تو وہی باتیں سمجھ میں آئیں گی۔ یعنی اپنی نفی اور شوہر والوں کا اثبات۔ اسی میں تیری کامیابی ہے اور یہی تعلیم اپنی اولاد کو بھی دینا، خصوصاً بیٹیوں کو۔

☆☆☆

جہاں تک انسان وہاں تک آواز

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

با معنیٰ عورت کی اپنے شوہر کے حضور پہلی رات کی گزارشات

اے ظل الٰہی! میرے صاحب! میرے بادشاہ! میرے وارث! میری عزت! میرا دین! میرا ایمان! میری پہچان! میں اپنے والدین کے گھر ہر قسم کی خوشیوں سے ہمکنار تھی۔ میری خواہشات پر میرے بھائی، میرا باپ اپنی جانیں نثار کرتے تھے۔ جب میں جوان ہوئی تو میرا ایک ایک دن ان پر بھاری ہوتا چلا گیا۔ میرا وجود ان کے گھر میں عیب سا دکھائی دینے لگا۔ میری شوخیاں ان کو بری لگنے لگیں نہ جانے ان میں اور میرے

درمیان کوئی دیوار سی کھڑی ہوگئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر میں رکھنا پسند نہیں کر رہے۔ میری ماں سے ہر وقت رسوائی کی باتیں ہوتیں۔ میرے پیار کرنے والے بھائی اور باپ مجھ سے آنکھیں چرانے لگے۔ مجھے گلے لگانے سے دور رہنے لگے۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے گھر میں، میں ایک عجیب چیز بن گئی ہوں۔ آخر ایک دن ایسا آیا کہ میری ماں نے مجھے آپ کا تعارف کرانا شروع کیا۔ آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی بزرگی سمجھانا شروع کی۔ اے شاہ! میں سمجھ گئی کہ یہ گھر میرا نہیں ہے، یہ لوگ میرے نہیں ہیں۔ یہ سب آپ تک پہنچانے کا وسیلہ تھے۔ میں جب آپ کے دامن رحمت میں آئی تو مجھ پر یہ راز کھلا کہ میں صرف اور صرف آپ کے ہاں راز حیات کی عظمت اور حکمتوں کو سمجھنے اور اسے عفت میں سمیٹنے کے لیے ہی پیدا کی گئی ہوں۔ میرے ماں باپ کے ہاں کی تمام نعمتوں پر آپ کے ہاں کے پھولوں کی یہ نعمت اس لئے بھاری ہے کہ اس سے میں دنیا جہاں کے تمام انعامات سے مالا مال ہوگئی ہوں اور ماسواء کی تمام آفات سے نجات پا گئی ہوں۔ میری جھولی ایمان کی دولت سے

بھر گئی ہے۔ میں آپ کو اپنا شاہ اور آپ کے والدین کو شہنشاہ مانتی ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے شاہ کے شاہ ہیں۔ آپ میرے خاوند، میرے شوہر، میرا دین اور میرا ایمان ہیں۔ میری سجدہ گاہ ہیں۔ آسمانی خدا کے بعد آپ میرے مجازی خدا ہیں۔ یہ تمام احادیث مجھے میری ماں کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ میں آپ کے ان پھولوں کی خوشبو سے پیدا ہونے والے آپ کے بچے کو آپ کی عظمت، آپ کی بزرگی اور آپ کی شان سے متعارف کراؤں گی۔ اس کو آپ کا دیوانہ، آپ کا پروانہ اور آپ کا مستانہ بناؤں گی۔ اس کے خون کے خلیے خلیے پر آپ کی محبت اور اطاعت کے چراغ روشن کروں گی۔ اس کے بال بال پر آپ کی عظمت کے جھنڈے بلند کروں گی۔ اس کی آنکھوں کو نفی اور شرم و حیاء کا ایسا سبق دوں گی کہ وہ ہمیشہ آپ کے قدموں پر ہی لگی رہیں گی۔ یہ اس لئے کہ اس کا وجود آپ کے دینے سے بہار آخریں کی ایک لہر کا جھونکا ہے۔ میں اس کو اس معرفت سے آگاہ کروں گی۔ اسے آپ کی منشاء کو سمجھنے کا راز عطا کروں گی۔ اے میرے شاہ! آپ اس سے اگر جان بھی مانگیں گے تو وہ دریغ

نہیں کرے گا۔

میں اس کے دل کو آپ کی اطاعت سان سے ایسا صیقل کروں گی کہ وہ دنیا جہاں میں سوائے آپ کے اور کسی کو نہ دیکھ سکے۔ میں آپ کے نکاح میں ہوں۔ آپ کی اطاعت میں ہوں۔ آپ کی بندگی میں ہوں۔ اسی میں جیوں گی اسی میں مروں گی۔

شوہر نے اپنی اس بامعنی، تعلیم حقیقی سے آراستہ اور نکاح کے نور سے معمور، گریجویٹ بیوی کی ان سب باتوں کو غور سے سننے کے بعد اس کو اور اس کے والدین کو داد دی اور اپنے والدین سے اپنے گھر کی چابیاں اپنی بیوی کے حوالے کرنے کی سفارش کرتے ہوئے یہ کہا کہ۔

کی اگر ہم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
وگرنا کون و مکاں کے یہ الم تیرے ہیں

(تضمین علامہ فاضلی)

نیک نام بیوی نے چابیاں واپس کرتے ہوئے یہ عرض کی کہ یہ چابیاں میری قبلہ گاہ محترمہ والدہ ساس صاحبہ کے ہاتھوں

میں ہی زیب دیتی ہیں اور اسی میں ان کی شان ہے۔ میری پہچان صرف خدمت، اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے۔ میں اتنے احسانات کے لائق نہیں ہوں۔ اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔

دلربائی قضا نہ بن جائے
یہ سودائی خدا نہ بن جائے
دل میں رکھو یا آئینہ دل میں
بے نشانی پتہ نہ بن جائے

(بال عزازیل)

فلسفہ حق المہر ۔ حق المہر آخر چیز کیا ہے؟

حق المہر کی ادائیگی میاں اور بیوی دونوں پر لازمی ہے۔ یعنی اصل ایک، صورتیں جدا۔ یہی اک راز تھا جو کہہ دیا۔

حق المہر کا لفظی معنی تحفہ مہر و محبت ہے جو کہ مرد عورت کو پہلے جماع کے فطری عمل سے پیدا ہونے والے ناخوشگوار لمحے برداشت کرنے اور اسکے ذہنی شعور کو اعتماد میں لانے کیلئے، جنس، نقدی یا لباس یعنی کپڑا لتا دیکر یہ ثابت کرتا ہے کہ مرد، عورت پر قہار نہیں بلکہ مہربان ہے۔ اور اس تحفۂ محبت کو لیکر یا اسے معاف کر کے عورت یہ ثابت کرتی ہے کہ میں اس تکلیف دہ چند لمحات کے در پردہ تری مردانہ عظمت اور حسن کارکردگی کا اقرار کرتی

ہوں۔ اس لے دے کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جس طرح عورت کو پہلی فطری تکلیف برداشت کرنے پر مرد کے ذمہ حق المہر ادا کرنا لازمی ہو جاتا ہے، وہ اس لئے کہ عورت اعتماد میں آکر مرد کی طرف بار بار رجوع کرے، بعینہٖ اسی طرح مرد کی جنسی خواہشات کی تسکین کیلئے عورت کا حق زوجیت ادا کرنا عورت پر فرض ہے۔ اور یہ عورت کے ذمے مرد کا حق المہر ہے۔ یعنی یہ عورت کی طرف سے مرد کو حق مہر و محبت ادا کرنے کی ایک صورت ہے۔ جس کی وجہ سے مرد بار بار عورت کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی رجوع کی بدولت عورت مرد کو زنا سے بچا کر مرد مومن بنانے میں مدد دیتی ہے۔ جو عورت اپنا حق المہر، جو اس کے ذمے ہے، بصورت حق زوجیت ادا نہیں کرتی، وہ خاوند کو جنس روپیہ پیسہ یا جائیداد جو ماں باپ کی طرف سے ملی ہو، بطور حرجانہ دیکر، راضی کرے اور اس کو اعتماد میں لے۔ اگر خاوند معاف کردے تو خدا کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ خاوند کا شکریہ بھی ادا کرے کہ اس نے اسے دوزخ سے بچالیا۔ اس کے بعد پھر سے عورت اپنے آپ کو حق

زوجیت ادا کرنے کیلئے مرد کے حضور حاضر کردے ۔ آجکل
اسلامی عدالتوں کا رجحان عورت کی طرف زیادہ ہے۔ اسے
مظلومہ قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ فاضل مسلمان
جج کو چاہیے کہ مرد اور عورت کو سامنے کھڑا کرکے مرد کی حیثیت
معلوم کرنے کے بعد، اسکے مطابق غیر معجل نام نہاد حق المہر ادا
کرنے کو کہے۔ اور جو بھی آسان طریقہ ہو اختیار کرے۔ اگر مرد
تھوڑا تھوڑا دینا چاہے تو آسان سے آسان اقساط رکھی جائیں۔
مرد پر دباؤ ڈال کر حق المہر وصول کرنا حق المہر کے معنی اور ادب
کے خلاف ہے۔ یعنی حق المہر کو مہر و محبت ہی سے دلوایا جائے۔
پھر فاضل جج عورت سے پوچھے کہ تیرا، مرد کیساتھ برتاؤ کیسا ہے؟
مرد کے ساتھ رہتی ہو؟ حق زوجیت ادا کرتی ہو یا نہیں؟ اگر نہیں تو
اتنے عرصے کے حساب سے عورت سے مرد کا حق مہر و محبت،
بصورت جنس روپیہ پیسہ دلوایا جائے، جس طرح عورت کو
دلوایا جاتا ہے۔ مگر آجکل مرد کے اس حق پر عدالت توجہ نہیں دیتی
بلکہ مرد کو مجرم قرار دیکر بیلف اسکے پیچھے لگاکے اسے قید و بند کی
صعوبتوں میں ڈال دیتی ہے۔ یہ اسلامی تصوف کی رو سے

انصاف نہیں ہے۔ آجکل حق مہر لکھوایا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں۔ یہ تو نقد ادا ہونا چاہیے۔ تحفہ نقد ہوتا ہے۔ ادھار یا قسطوں پر نہیں دیا جاتا۔ یہ اسکے مفہوم کے خلاف ہے۔ نیز مرد حیثیت میں چھوٹا ہو یا بڑا، اسے طاقت کے مطابق، کم سے کم اس وقت جو جیب اجازت دے، دینا چاہیے۔ (سوا بتیس روپے سے مراد بھی یہی ہے کہ کم سے کم حق المہر لکھوایا جائے)۔

غیر معجل حق المہر حقیقت میں حق المہر نہیں ہے، قہر اجل ہے جو کہ مرد کو عورت کی غلامی میں رکھنے کی ایک سوچی سمجھی بھیانک تجویز ہے۔ یعنی لڑکی والے کہتے ہیں کہ ہماری لڑکی جو کچھ کرتی پھرے اسے آزادی حاصل ہو۔ اسکا خاوند اسے کچھ نہ کہہ سکے۔ زیادہ حق المہر لکھوانے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خاوند پر دباؤ رہے۔ وہ اپنا کوئی شرعی حق نہ لے سکے۔ مثلاً عورت کی زیادتیوں سے تنگ آ کر دوسری شادی نہ کر سکے اور نہ اسے طلاق دے سکے۔ اگر طلاق دے تو مطلوبہ رقم جو نام نہاد حق المہر کی صورت میں لکھوائی جاتی ہے، ادا کرے۔ مگر ایسا کرنے سے مرد عموماً قاصر ہوتا ہے اور تا عمر اس حق المہر ، بر جان قہر کی جان لیوا

چکی میں پستا چلا جاتا ہے۔ اب حاصل بحث یہ ہے کہ اس حق المہر نے مرد کو علم نہ ہونے کی وجہ سے فشار قبر میں دھکیل دیا ہے۔ اور عورت پر، علم نہ ہونے کی وجہ سے، آزادی اور نافرمانی کے دواز ے کھول کر، اسے لعنتی اور جہنمی بنا دیا ہے۔ اب بتایئے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟

مرد کی تو میم تم نے کاٹ دی
معنوی اعتبار سے اب رد ہوا
مار کھاتا پھر رہا ہے زن سے یہ
مار کھا کر یہ پستہ قد ہوا

مرد نکاح کے بعد اگر عورت کے قریب نہیں جاتا اور اسے طلاق دے دیتا ہے تو اس پر حق المہر کی ادائیگی لازم نہیں (القرآن)۔ عورت مرد کو اپنا حق المہر معاف کر دے تو مرد اس رقم سے کھائے پیے اور موج اڑائے (القرآن۔ از استفادہ کتاب حقوق الزوجین بقلم مولانا مودودیؒ)۔

جس طرح معاشرے کے خاص وعام اور ہر حصے نے جہیز کو لعنت قرار دیا ہے اسی طرح معاشرے کے خاص الخاص

حصہ، اہل تصوف نے جہیز اور تجاوزات حق المہر دونوں کو لعنت قرار دیا ہے۔ وہ اس لئے کہ کروڑوں مسلمان عورتیں جہیز کے بیکنار زہریلے سمندروں میں ڈوب کر مر گئیں اور کروڑوں مسلمان نوجوانون تجاوزات حق المہر کے مہیب اژدھاؤں نے نگل لئے۔ اب اس معاملے میں علماء کرام اور نکاح خواں حضرات جہیز اور تجاوزات حق المہر کے مضرات کی کھلم کھلا وضاحت فرمائیں اور ہر خاص وعام کو اس کا علم دیں اور اگر جج صاحبان بھی کوشش کریں اور ساتھ دیں تو ان کی یہ کرسی انکے حق میں اصلاح معاشرہ کیلئے رشد وہدایت کی بہترین مسند ثابت ہوسکتی ہے۔

یہی اک راز تھا جو کہہ دیا ہے
کہ حق المہر آخر چیز کیا ہے؟
یہ اپ ہوگا تو چاہت ڈاؤن ہوگی
میاں کوئی تو بیگم کون ہوگی
جہاں یہ لینے سے انکار ہوگا
وہ گھر جنت نما گلزار ہوگا

جہاں تک انسان وہاں تک آواز

اسلامی تصوف کی رو سے حق المہر کا تصور

اور اسکی تجاوزات کے نتائج

اسلامی تصوف کی رو سے مذہب اسلام نے حق مہر کو خاوند کا حسن اور اسکی ادائیگی کو احسن قدم قرار دیا ہے اور بیوی کا حق مہر لینا اپنی نفی اور خاوند کی اطاعت کو تسلیم کرنا تصور کیا گیا ہے۔ حدیث پاکؑ میں ہے کہ "دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے"۔ مگر حال پر عورت کو ملنے والے حق المہر کے ناروا تجاوزات کے استعمال کے بداثرات نے میاں بیوی کی حدود اور اس کے معنوی تصورات میں تباہی مچادی ہے۔ اسلامی تصوف کی رو سے خدا نے ازل ہی سے حکومت کرنے کا سہرا

مردوں کے سر باندھا ہے۔ جب خاوند بیوی کو حق مہر یعنی تحفہ نقاب کشائی (تحفہ مہر و محبت) عطا کرتا ہے تو وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ میں ہی تیرا بادشاہ ہوں۔ میری سخاوت دیکھ! یہ تحفہ ثبوت ہے میرے عدل کا کہ میں تیرے نان ونفقہ میں عدل کرونگا۔ عورت کی طرف سے ایجاب قبول کرنے اور حق مہر لینے کا تصور یہ ہے کہ میں ہر طرح سے تیری اطاعت کرونگی۔ تیری بادشاہی کو ہر حیلے قبول کرتی رہونگی۔ تیرے سوا کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرونگی۔

میں تیری باندی ہوں۔ تیری رضا کے طالع رہوں گی۔

اب ادھر آیئے! آج کل تحفہ نقاب کشائی، یعنی حق المہر کو بڑھا چڑھا کر قرض کی صورت میں مرد کے ذمے لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ قرض مرد کی حاکمیت کو ختم کرنے کی بدترین چال ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ مرد بیوی کا مقروض ہے، اور مقروض ہمیشہ اطاعت میں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسا بیوی کہہ رہی ہے ویسا ہی ہو رہا ہے۔ اگر نوکتا یا روکتا ہے تو بیوی عدالت سے حق المہر کی وصولی کے وارنٹ لیکر بیلف اسکے پیچھے

لگادیتی ہے۔ اس طرح حق المہر کے یہ ناروا تجاوزات، مرد کی شاہی اور حاکمیت کا مذاق بن کر سامنے آتے ہیں۔ یہ تو تسلیم شدہ بات ہے کہ عورت معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ لہذا جیسی عورت ویسا معاشرہ۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں دوسری تجاوزات کو گرانے یا اٹھانے سے ماحول یا بازاروں کو صاف ستھرا رکھا جاسکتا ہے، کیا وہاں حق المہر کے تجاوزات کو ہٹانے سے گھر کے ماحول، خاوند کی عزت اور معاشرے کو صاف ستھرا نہیں کیا جاسکتا؟

نوٹ:۔ سروے کے مطابق جن لڑکیوں کا حق مہر زیادہ ہوتا ہے انہیں کے گھر اجڑتے ہیں اور انہیں کو طلاقیں ہوتی ہیں یا پھر ساری عمر خاوند کی محبت سے محروم رہتی ہیں۔ بیٹیوں کے والدین ذرا سوچیں!

☆☆☆

گوہر نایاب

بانی اسلامی تصوف دانشگاہ عالیہ

بغداد کالونی محلہ فاضلیہ رحیم یار خان کے

خزینہ تصوف سے لئے گئے چند انمول جواہرت

پوری دنیا کی انسانیت کے نام دانشگاہ کا پیام

''لوگ آگ برسائیں تم پھول برساؤ''

شریعت بحوالہ حقیقت

فقیر دانش گاہ کے ارشادات عالیہ

☆ کلمہ پڑھنے سے تو مسلمان نہیں ہوگا جب تک تُو اللہ اور اسکی مخلوق کے ساتھ صادق اور امین نہیں ہو جاتا۔

☆ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے نماز کی توفیق عطا نہیں کی مگر اُس میں عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھر رکھا ہے۔ تو سمجھو نماز کی روح اس کے پاس موجود ہے اور جو پانچوں نمازیں پڑھتا ہے مگر متکبر ہے تو سمجھو یہ بے روح نمازیں اس کے کسی کام کی نہیں۔

☆ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا مگر لقمہ حلال سے اسکا شکم پر نور ہے۔ تو وہ اس روزے دار سے کئی درجہ بہتر ہے

جس نے روزہ رکھا مگر لقمہ حرام سے اجتناب نہ کیا۔

☆ زکواۃ تجھ پر وافر روپیہ جمع کرنے کی ہوس کا خدائی ٹیکس ہے، جو تجھے ہر حالت میں اپنے ان غریب بھائیوں کو ادا کرنا ہوگا جن کو وافر روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ ٹیکس معاف ہے۔

☆ اگر کسی شخص کی داڑھی نہیں مگر شرم و حیا سے اس کی آنکھیں پرنم رہتی ہیں تو سمجھو داڑھی اس کے ہاں موجود ہے۔ اسکے برعکس جس میں شرم وحیا نہیں مگر داڑھی موجود ہے تو یہ داڑھی کا مذاق اللہ کے ہاں ناقابل برداشت ہے۔

☆ داڑھی اور زلفیں نبی پاک ﷺ کے چہرے مبارک کی ظاہری نقل ہے جبکہ صادق اور امین ہونا حضور ﷺ کی باطنی اصل ہے۔ نقل بمطابق اصل نہ ہو تو منافقت ہے۔

☆ خیرات بلا تخصیصِ غیرے مخلوق سے محبت کی دلیل ہے اور اگر اس میں چناؤ شامل ہو جائے تو تذلیل ہے۔

☆ بعض لوگ چھوٹا علم رکھنے کی وجہ سے بڑے سے بڑے عمل کو چھوٹا کر لیتے ہیں اور بعض بڑا علم رکھنے کی وجہ سے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی بڑا کر لیتے ہیں۔

☆ کتاب کے ساتھ صاحب کتاب کا آنا اس لئے لازمی ہے کہ تم کو اس میں چھپی ہوئی حکمت سے روشناس کرایا جائے۔

☆ اگر کتاب کے ساتھ صاحب کتاب نہ آتے تو قیامت کب کی آ چکی ہوتی۔ وہ اس لئے کہ لوگ مسائل کی حکمت نہ سمجھنے کی وجہ سے ایک دوسرے کا سر پھوڑ کر مر جاتے۔

☆ جادو آسمانی ملائکہ کا لایا ہوا ایک علم ہے جس کو زمین پر عزازیل کی ضمنی طاقت، شر میں ضم کر کے عورت کے عشق میں شامل کیا گیا ہے۔ عورت کے عشق اور خدا کے عشق میں فرق یہ ہے کہ بندے اور خدا کے عشق میں ماسوا کی کوئی آلودگی حائل نہیں ہوتی۔ جبکہ مرد اور عورت کے عشق میں نفس کی خواہشات سر اٹھائے رہتی ہیں۔ آخرانہی کی تکمیل میں عشق زن نار جہنم میں ڈوب کر اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے۔

☆☆☆

خیر و شر

☆ خدا کے ہاں سے تو اپنے خداداد علم کے حوالے سے مسجود ملائکہ کا خطاب لے کر فارغ نہیں ہوگیا۔ یہاں بھی شیطان سے تجھے خود کو اسی علم کے حوالہ سے سجدہ کرواتا ہے۔

☆ خیر و شر تیرے دو ملازم ہیں مالک کو ملازموں سے کام لینا چاہیے نہ کہ ملازم مالک سے من مرضی کرواتے پھریں۔

☆ خیر و شر کا علم اپنے استعمال کے حوالے سے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

☆ شر کے حوالے سے جماع کا عمل اگر بیوی کے ساتھ ہو تو پھولوں کے ہار، غیر عورت کے ساتھ ہو تو حدِ موت تک پتھروں کی مار۔

فقیر دانشگاہ اور تذکیر کائنات

☆ تری نجات کی بنیاد ترے علم وعمل پر نہیں، خدا کے فضل وکرم پر ہے۔

☆ ہر ہر میں ہر کی شان بے مثالی کو سمجھا تو جا سکتا ہے مگر ہر کو دیکھا نہیں جا سکتا۔

☆ اس دور میں باپ کے حکم پر اف نہ کرنے والا بیٹا حضرت اسماعیلؑ کا جانشین ہے۔

☆ خاوند کی خوشنودی اور محبت میں جہان کی آفات سے ٹکرا جانیوالی بیوی اپنے دور کی حاجرہ رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

☆ اس دور میں کسی کو اللہ کا دوست بنانا معاشرے کے اس

تپتے ہوئے صحرا میں ایک سایہ دار درخت لگا دینے کے مترادف ہے۔

☆ پیارے! خدا خوبصورت ہے یا جنت، بیوی کا ملنا مشکل ہے یا والدین کا، ذرا سوچ کر بتا! تیرا رخ کس کی طرف ہے۔

☆ جانی، یاد رکھ! تیری جنت تیری ماں کے قدموں میں ہے اور تیری ماں کی جنت تیرے باپ کے قدموں میں ہے۔

☆ تیری ماں تجھے تیرے باپ کے آگے اور تیرا مرشد تجھے تیرے خدا کے آگے جھکنا سکھا دے تو جان لے کہ دنیا کے معاشرے اور عقبیٰ کی جنت پر تیری گرفت مضبوط ہے۔

☆ جو بیمار ہوتا ہے وہ شفا نہیں دے سکتا اور جو شفا دیتا ہے وہ بیمار نہیں ہو سکتا۔ بندے اور خدا میں فرق صاف ظاہر ہے۔

☆ پیکرِ حیا اور پردے میں ڈوبی ہوئی کوئی عورت دیکھو تو جنت پناہ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام بھیجو۔

☆ خدا کا سچا عاشق، دیوانہ اور پروانہ کوئی فقیر دیکھو تو راہبر عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حق ادا کرو۔

☆ کسی شخص کا طریقہ زندگی رائج کرنے کا مقصد اس شخص

کو زندہ رکھنا ہے۔

☆ پیشہ وارانہ تعلیم نے انسان کو خود غرض، لالچی اور بے رحم بنادیا ہے۔

☆ تیرے دشمن کی چال اور مکروفریب تیری دانائی اور قوت کا سرچشمہ ہیں۔

☆ اولاد باپ کے آگے، بیوی شوہر کے آگے اور بندہ خدا کے آگے جھکنے کا حق تسلیم کرلے تو یہی معاشرہ جنت نظیر بن سکتا ہے۔

☆ دہشت گردی، قتل وغارت، چوری، ڈکیتی اور ذخیرہ اندوزی جیسی وارداتیں اس بات کی شاہد ہیں کہ موجودہ انسانی بستی کسی قریبی خوفناک جنگل کے چیرنے پھاڑنے والے درندوں کی زد میں آگئی ہے جن کا علاج صرف گولی ہے۔

☆ بیشک علم ہر مقام پر تیری حفاظت کرتا ہے مگر علم کی ہر مقام پر تجھے حفاظت کرنی پڑے گی۔

☆ بھوکے کو کھانا کھلانے اور پیاسے کو پانی پلانے کا مزا اس وقت ہے جب خود کو بھی بھوک اور پیاس لگی ہو۔

☆ پیارے سن! محبوب وعدے کے مطابق مقررہ مقام پر پہنچ جائے تو محبوب نہیں اور عاشق نہ پہنچے تو عاشق نہیں۔

☆ محبوب کے جھوٹے وعدے اور مکر وفریب محبوب کی شان اور حسن جمال میں اضافہ کرتے ہیں اور ان جھوٹے وعدوں اور مکر وفریب میں بار بار آنے سے عاشق کا عشق نکھرتا ہے۔

☆ جانی! شاعری کی تین اصناف ہیں۔ الفاظ کی شاعری، آواز کی شاعری اور ساز کی شاعری۔ جب تک یہ تینوں اصناف ایک جگہ اکٹھی نہ ہوں، سماع وجود میں نہیں آتا۔

☆☆☆

تصوف کی دنیا

دلپذیر افکار و معنوی راز و اسرار

- ☆ خدا جیسا محبوب کوئی نہیں
- ☆ جناب سرور عالمؐ جیسا عاشق کوئی نہیں
- ☆ محبوب جیسا بے وفا کوئی نہیں
- ☆ عاشق جیسا دیوانہ کوئی نہیں
- ☆ جبریلؑ جیسا فرشتہ کوئی نہیں
- ☆ عزازیل جیسا عدو کوئی نہیں
- ☆ حضرت نوحؑ جیسا نوحہ خواں کوئی نہیں
- ☆ حضرت داؤدؑ جیسا خوش بیاں کوئی نہیں
- ☆ حضرت سلیمانؑ جیسا بادشاہ کوئی نہیں

☆ حضرت موسیٰؑ جیسا کلیم اللہ کوئی نہیں

☆ حضرت عیسیٰؑ جیسا مسیحا کوئی نہیں

☆ حضرت ابراہیمؑ جیسا باپ کوئی نہیں

☆ حضرت حاجرہؓ جیسی ماں کوئی نہیں

☆ حضرت اسماعیلؑ جیسا بیٹا کوئی نہیں

☆ مذہب حنیفہ جیسا مذہب کوئی نہیں

☆ قرآن جیسی ہدایت کوئی نہیں

☆ تصوف جیسا علم کوئی نہیں

☆ معرفت جیسی پہچان کوئی نہیں

☆ حقیقت جیسی معراج کوئی نہیں

☆ شریعت جیسا نظام کوئی نہیں

☆ حضرت علیؑ جیسا شیر خدا کوئی نہیں

☆ حضرت حسینؓ جیسا شہید کوئی نہیں

☆ حضرت عباسؓ جیسا بھائی کوئی نہیں

☆ حضرت اویس قرنیؓ جیسا مطیع کوئی نہیں

☆ حضرت رابعہؒ جیسا قلندر کوئی نہیں

☆ دنیا جیسی کتاب کوئی نہیں

☆ عارف جیسا مطالعہ کوئی نہیں

☆ فقیر جیسا تارک الدنیا کوئی نہیں

☆ فرعون جیسا خود پرست کوئی نہیں

☆ ابوجہل جیسا سردار کوئی نہیں

☆ عرش جیسا تخت کوئی نہیں

☆ زمین جیسا فرش کوئی نہیں

☆ جنت جیسی عشرت کہیں نہیں

☆ دوزخ جیسا عذاب کوئی نہیں

☆ بدزبان عورت جیسی دوزخ کوئی نہیں

☆ شرابی جیسا خبیث کوئی نہیں

☆ راشی جیسا دوزخی کوئی نہیں

☆ کسب حلال جیسا طعام کوئی نہیں

☆ سود جیسا حرام کوئی نہیں

☆ جاہل جیسا اندھا کوئی نہیں

☆ گناہگار جیسا — عاجز کوئی نہیں

☆	عاجز جیسا	بندہ کوئی نہیں
☆	عابد جیسا	متکبر کوئی نہیں
☆	بادشاہوں جیسا	مغرور کوئی نہیں
☆	سخی جیسا	خدا کے قریب کوئی نہیں
☆	پہاڑ جیسا	سخت کوئی نہیں
☆	پھول جیسا	نرم کوئی نہیں
☆	دعا جیسی	مقبول چیز کوئی نہیں
☆	طالب حق جیسا	مرید کوئی نہیں
☆	فنا فی اللہ جیسا	مرشد کوئی نہیں
☆	عورت کی حکمرانی جیسی	ذلت کوئی نہیں
☆	زن مرید جیسا	نامرد کوئی نہیں
☆	بہو جیسی	بیٹے اور والدین کے درمیان جدائی ڈالنے والی کوئی نہیں
☆	بیوی جیسی	شوہر کی جیب صاف کرنے والی کوئی نہیں

اسلامی تصوف دانشگاہ کے

دوزخ نما معاشرے کو جنت نظیر بنانے کے کلیات اکسیر

(شادی کے معنوی اور برمحل معترات نے اخلاقی عوارضات اور ایڈز کو جنم دیا)

عورت معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔عورت سرے ننگی معاشرہ سرے ننگا

☆ عورت اور مرد پر جس طرح علم حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح مرد میں غیرت اور عورت پر پردہ فرض ہے۔

☆ جس طرح روزگار کائنات خیر وشر کی بنیادوں پر رواں دواں ہے۔اسی طرح اولاد کا باپ کے ساتھ رشتہ فرزندی بیوی کا شوہر کے ساتھ رشتہ زوجیت اور بندے خدا کے ساتھ رشتہ عبدیت نفی اثبات کی بنیادوں پر قائم ہے۔

☆ ساس سسر سے الحاق عورت کی دانائی کا سرچشمہ ہے۔

☆ ماں باپ اگر بیٹی کو رکھ سکتے تو سسرال کبھی نہ بھیجتے۔

☆ سسرال عورت کیلئے قبر کی مثال ہے۔ چاہے جنت بنالے چاہے دوزخ کا گڑھا۔

☆ بدنصیب ہے وہ عورت جس کا سسرال سے راضی نہیں!

☆ عورت پر لازم ہے کہ ساس سسر کی خدمت کرے۔ وہ اس لئے کہ یہ دونوں اس کے شاہ کے شہنشاہ ہیں۔۔

☆ عورت کی جنت شوہر کے قدموں میں ہے۔

☆ مرد کی کمائی کا ایک روپیہ خیر و برکت میں عورت کے سو روپے پر بھی بھاری ہے۔

☆ اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کی خواہشمند عورت مرد کو اپنا حاکم تسلیم نہیں کرتی۔

☆ وافر غیر معجّل حق المہر اور فراواں جہیز کے ذریعے عورت مرد کی انا اور غیرور کو قتل کر رہی ہے۔

☆ عورت کا جہیز کو مرد کی ملکیت میں دے دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت نے خود کو مرد کی ملکیت میں دے دیا۔ یہی نکاح ہے۔

☆ کل عورت کم حق المہر کے ذریعے آباد تھی آج وافر حق

المہر کے ذریعے برباد ہے اس لئے کہ کل معافی کے حق میں تھی اور آج وصولی کے حق میں ہے۔

☆ عورت کا لغوی معنی جسم کا وہ حصہ جو شوہر کے علاوہ کسی نا محرم کے آگے ننگا کرنے سے حدلا گو ہو جائے۔

☆ خدا کے پیارو، یاد رکھو! نشئیوں کو اقوام عالم نے متفقہ طور پر لعنتی قرار دیا ہے۔ اور اسلامی تصوف کی رو سے ایسا مسلمان نشئی مرد جو اپنے نشے کو پورا کرنے کیلئے اپنی بیوی کو جائز ناجائز کام کرنے کیلئے مجبور کرتا ہے اور ایسی مسلمان عورت جو اپنے مرد کی کمائی کھائے مگر اپنی حرام عادات سے باز نہ آئے تو یہ دونوں اسلامی معاشرے کے افراد نہیں ہیں۔ ان کو اگر زندہ ہیں تو مسلمانوں کے محلے میں رکھنے اور اگر مر جائیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے بھی گریز کیا جائے۔

☆☆☆

دیکھنا چاہو تو

☆ رب کو سمجھنا چاہتے ہو تو قبلہ گاہ عالم اپنے باپ کو دیکھو۔

☆ جنت دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی ماں کو دیکھو۔

☆ بہشت کی راحت کی چند جھلکیاں دیکھنا چاہو تو فرمانبردار اولاد اور نیک بیوی کو دیکھو۔

☆ غیرت کو پرکھنا چاہو تو بیٹی، بہن اور بہو کو دیکھو۔

☆ دنیا کا فریب اور جال دیکھنا چاہو تو بدکار عورت کو دیکھو۔

☆ خدا کی ثنا اور عبادت کو دیکھنا چاہو تو کائنات کو دیکھو۔

☆ خدا کا عشق دیکھنا چاہو تو رہبرِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو۔

☆ خدا کی رضا دیکھنا چاہو تو کربلا کو دیکھو۔

☆ خدا کے شیروں میں سے کسی شیر کو دیکھنا چاہو تو حضرت علی مرتضیٰؑ کو دیکھو۔

☆ دنیا کے محافظ کو دیکھنا چاہو تو فقیر کو دیکھو۔

☆ دنیا کا قاتل دیکھنا چاہو تو راشی کو دیکھو۔

☆ دوزخی کو دیکھنا چاہو تو طالب دنیا کو دیکھو۔

☆ جنتی دیکھنا چاہو تو میٹھا بولنے والے کو دیکھو۔

☆ پُل صراط دیکھنا چاہو تو فرائض کی پابندی کو دیکھو۔

☆ قبر کا عذاب دیکھنا چاہو تو بدزبان بیوی کو دیکھو۔

☆ حشر ملاحظہ کرنا چاہو تو موجودہ دور کو دیکھو۔

☆ اگر خدا کو دیکھنا چاہو تو خود سے نکلو اور خدا کو دیکھو۔

☆☆☆

نانجاروں کی قطاریں

☆ جس بیٹے کی نگاہ اپنے باپ پر نہیں، باپ کی جائیداد پر ہے وہ بیٹا نانجار ہے۔

☆ جس بیوی کی نگاہ اپنے شوہر پر نہیں، شوہر کی جائیداد پر ہے وہ بیوی نانجار ہے۔

☆ جس بہو کی نگاہ اپنے سسرال کی عظمت پر نہیں، بلکہ اپنے والدین پر ہے وہ بہو نانجار ہے۔

☆ اسی طرح جس بندے کی نگاہ اپنے خدا پر نہیں، اس کی جائیداد (جنت) پر ہے وہ بندہ نانجار ہے۔

☆☆☆

تصوف کی رو سے ترجیحات خیر و شر

☆ جنت کا چاہنے والا محبت کے حوالے سے منافق اور تصوف کے حوالے سے مشرک ہے!

☆☆☆

☆ عقبیٰ میں جنت و دوزخ کے وعدے کی منشا یہ ہے کہ تو دنیا کے علاوہ خیر و شر کے صحیح اور غلط استعمال کے اگلے مقامات بھی دیکھ سکے۔

☆☆☆

☆ بت پرستی کی بنیادی وجہ ماضی میں تصور نبی اور حال پر تصور شیخ کی صورت میں نظر آ رہی ہے جسے بہت پہلے شیطان

نے انبیاء کے فراق میں رونے والوں میں رائج کر کے جگہ جگہ سومنات بنانے پر مجبور کر دیا جبکہ انبیاء کی طریقت ہر دور میں بت شکن رہی ہے۔

☆☆☆

☆ تجھے دنیا کی اس وسیع و عریض دانشگاہ میں اس غور و فکر کے ساتھ ہی نہیں بھیجا گیا کہ خیر و شر کے صحیح یا غلط استعمال کے نتیجے میں تجھے جنت یا دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا۔ بلکہ غور سے یہ بھی دیکھ کہ خیر و شر کی بے تابیاں کس طرح تجھے تیرے ہدف کی طرف دعوت نظارہ دینے میں مصروف عمل ہیں۔

☆☆☆

☆ ان سب کی منشا یہ ہے کہ تو اپنے ہدف تک پہنچ جائے اور یہ سب کچھ شورِ خیر و شر سے نجات پانے کے بعد ہی ہوگا۔

☆☆☆

☆ تیرا ہدف صرف تیرا اللہ ہے جس نے تجھے صرف اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ عبدیت یہ ہے کہ تو بھی صرف اسی کا بن جا۔

☆☆☆

☆ جو تجھے اپنا تصور دیتا ہے وہ تجھے اللہ نہیں سمجھا سکتا۔ اس لئے کہ اس کے گمان میں اللہ اس جیسا ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یاد رکھ کہ وہ خود بت پرست ہے اور تجھے بھی بت پرستی کی تعلیم دے رہا ہے۔

☆☆☆

☆ دنیا میں جتنی بھی صورتیں ہیں یہ خدا کی تخلیق کردہ ہیں۔ ان کے حوالے سے اس نے اپنا نام خلق رکھا ہے۔ ان صورتوں کی دلکشیاں کہہ رہی ہیں کہ ہم پر مت ٹھہر، آگے چل۔ بہت آگے جہاں ہمیں حسن دینے والا، جس کے حسن پر ہم سو جان سے نثار ہیں، تمہارا منتظر ہے۔

☆☆☆

☆ جو رک گیا وہ رہ گیا، جو نکل گیا وہ پہنچ گیا۔

☆☆☆

☆ سادھو ایسا ڈھونڈ جو تجھے دونوں جہانوں سے آزاد کر دے۔

☆☆☆

☆ کلمہ یہ ہے کہ تو خدا کو ہر سمت اور ہر جگہ سمجھے۔

☆☆☆

☆ نماز یہ ہے کہ تیرا ہر سجدہ مقام نفی پر ہو۔

☆☆☆

☆ روزہ یہ ہے کہ تو شکم سیری سے توبہ کرلے۔

☆☆☆

☆ زکوۃ یہ ہے کہ تو اپنے غریب بھائی کو اپنے جیسا کر دے۔

☆☆☆

☆ حج یہ ہے کہ تو اللہ اور اسکی مخلوق کے ساتھ پاک ہو جائے۔

☆☆☆

☆ خیرات یہ ہے کہ تو اتنا دے کہ لینے والے کو تجھے آخر میں جیب جھاڑ کر دکھانا پڑے۔

☆☆☆

تصوف میں پاکی، کتاب اور حکمت

بعض اوقات اچھے خوابوں کی تعبیر بھیانک اور بھیانک خوابوں کی تعبیر اچھی نکل آتی ہے۔ ایسا سب کچھ تیری مرکز سے آشنائی یا غفلت کا نتیجہ ہے۔

☆☆☆

اگر تو مریضوں کی عیادت اور دکھی انسانوں میں خوشیاں بانٹنے لگ جائے تو تیرا نام حکماء اور داناؤں میں لکھا جائے گا۔ اور اگر زمانے کے برے آدمیوں مثلاً چوروں، ڈاکوؤں، بدکاروں، نشئیوں اور شرابیوں کو سدھارنے کی غرض سے ان کے ساتھ ہو جائے کہ شاید کسی موڑ پر یہ ان برائیوں سے باز آ جائیں، تو اس

حوالے سے تو زمانے کے راہبروں میں شمار ہوگا۔

☆☆☆

تو اگر لوگوں کی برائیوں کی تانک جھانک سے ملنے والی سزا کو نظر انداز کر رہا ہے تو یہ تیرا صریح مذاق ہے۔

☆☆☆

باپ کی سختی میں جنت اور مرشد کی گرفت میں رحمت پوشیدہ ہے۔

☆☆☆

تو اگر سچا ہے تو دنیا تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور اگر جھوٹا ہے تو ایک بچہ بھی تیرا سر قلم کر سکتا ہے۔

☆☆☆

اعلیٰ سوچ، پاک نظر، شیریں زبان، ہاتھ امین اور قدم پختہ وقت کے راہبروں کی نشانیاں ہیں۔

☆☆☆

جس طرح اربعہ عناصر کے اندرونی بگاڑ سے روح متاثر ہو کر جسم کو بیمار کر دیتی ہے اسی طرح ماں باپ' بیٹے اور بہو کے

حفظ مراتب کے بگاڑ سے گھر کی روحانیت (والدین) متاثر ہو کر گھر کے نظام کو بگاڑ دیتی ہے۔

☆☆☆

جس طرح بہت سے لوگوں کی موجودگی میں نکاح زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق سے مستحسن قرار پاتا ہے اسی طرح طلاق کی تکمیل کیلئے چند لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆

تو معدے کو کیا سمجھتا ہے؟ دنیا میں جسم اور روح کا نظام اسی کی درستگی سے ہی چل رہا ہے۔

☆☆☆

فرعون کے معدے نے اس کو دریائے نیل میں غرق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے معدے نے تا عمر خدا سے ہمکلام رکھا۔

☆☆☆

شفقت فاضلی کا پیغام

جہاں تک انسان وہاں تک آواز

☆.... میٹھی زبان اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نعمت ہے۔ میٹھی زبان والوں کیلئے دنیا جنت اور کڑوی زبان والوں کے کیلئے دنیا جہنم ہے!

☆.... اخلاص کے حوالے سے دنیا کی سب سے بڑی سخاوت میٹھے کلمات کی تقسیم ہے۔

☆.... یاد رکھ! تیری زبان کی کجروی نے تیرے ساتھ رہنے والوں کو بیزار کر رکھا ہے۔

☆.... تو اگر خود کو اچھا کہلوانا چاہتا ہے تو دوسروں کو اچھا کہہ۔

☆.... یہ کتابوں کے چند حروف حفظ کر کے تو اہل علم میں شمار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یہ تو نے معاوضے کیلئے رٹے تھے۔ سو وہ تجھے مل رہا ہے۔

☆.... یاد رکھ! خیر و شر، نیکی اور بدی، ان دونوں کی ڈوریوں کے سرے اللہ تعالیٰ کے خیمہ کی طنابوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کو استعمال کر اور فائدہ اٹھا۔ نہ کہ یہ تجھے استعمال کر کے تیری جہالت سے دنیا میں فساد برپا کر دیں۔

☆.... خیر و شر کے غلط استعمال کا نام گناہ ہے۔ اسکے احتساب کا نام قیامت اور اس کے رخ کے نتائج کے اعلان کا نام جزا و سزا ہے۔ اگر رخ کا نتیجہ خدا کی طرف نکلا تو مقصد حاصل ہو گیا۔ اگر نتیجہ جنت و دوزخ نکلا تو پھر یاد رکھ، لیلیٰ ازل کے حکم سے تجھ کو تیری تمناؤں کے ان ویرانوں میں دھکیل دیا جائیگا۔

☆.... علم وہ جو تجھے خیر و شر سے آزاد کر دے نہ کہ تجھے ان دونوں میں پھنسا کر تیرا دنیا میں رہنا محال کر دے۔

☆.... یہ اللہ والے شر سے گذر کر ہی اللہ کی طرف آئے ہیں۔

☆.... تو نے شر شر کی رٹ لگا رکھی ہے۔ غور سے دیکھ شر ہی میں

خیر پوشیدہ ہے۔

☆.... جتنے راستے اللہ کی طرف جاتے ہیں، رونا بھی ان راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔

☆.... محبت اللہ کی امانت ہے اور دل اسکا گھر ہے۔اللہ سے محبت نہ کرنا اور اسکو اسکا گھر یعنی دل نہ دینا، امانت میں خیانت اور شرک عظیم ہے۔

☆.... اللہ والے وہ ہیں جو خیر والوں سے کم اور شر والوں سے زیادہ میل جول رکھتے ہیں۔اس لئے کہ شر والے انکی خیر و برکت کے زیادہ حقدار ہیں۔

☆.... دنیا میں آنے کی ابتدا ہی شر سے ہوئی ہے اور خدا کے ہاں سوال و جواب بھی اسی موضوع پر ہوگا۔

☆.... تو نے فلاں فلاں کی رٹ لگا رکھی ہے کہ فلاں ایسا ہے فلاں ویسا ہے۔ یہ بتا کہ تُو کیسا ہے۔

☆.... شر کا تجھ سے جھگڑا ہے اس لئے تو اس سے میل جول رکھ، تا کہ تیرے خیر کی برکت سے یہ تیرا دوست بن جائے اور تیرے یہاں آنے کا مقصد پورا ہو جائے۔

☆.... ظالم ہے وہ انسان جو اللہ کے سوا کسی اور سے محبت کرتا ہے اور خدا کے مخفی خزانہ یعنی آنسوؤں کو اس کے غیر کے فراق اور محبت میں بہا بہا کر ضائع
کرنے کی پاداش میں خدا کی عدالت میں ظالمین ومشرکین کے کٹہرے میں کھڑا ہو جاتا ہے۔

☆.... جس طرح روٹی کے بغیر دین و دنیا کے فرائض کی تکمیل ناممکن ہے، اسی طرح عزازیل کی کسوٹی کے بغیر نبوت کی پرخار وادی سے گزرنا بھی ناممکن ہے۔جس کے ثبوت میں حق نے انبیاء کی ایک وسیع جماعت کو گزار کر دکھایا ہے۔اور اب روٹی کے ثبوت میں عزازیل کے گھیراؤ اور انحطاط سے مخلوق کو دنیا کی وادی سے گزارا جا رہا ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

تصوف کی دنیا

تصوف میں کس کیلئے کون زندگی ہے اور کون موت

☆.... دنیا کیلئے پیسہ، زندگی اور غربت موت ہے۔

☆.... عقبیٰ کیلئے عبادت، زندگی اور غفلت موت ہے۔

☆.... دین کیلئے ادائیگی فرائض، زندگی اور عدم ادائیگی موت ہے۔

☆.... شریعت کیلئے سوز زندگی اور باطن موت ہے۔

☆.... فقیر کیلئے نیست، زندگی اور ہست موت ہے۔

☆.... تصوف کیلئے پاکی، زندگی اور آلودگی موت ہے۔

☆.... آدم کیلئے جنت، زندگی اور دنیا موت ہے

☆.... شوہر کیلئے عورت، زندگی اور نا عورت موت ہے۔

☆.... عورت کیلئے مرد، زندگی اور نا مرد موت ہے۔

☆.... مرد کیلئے خدا، زندگی اور ماسویٰ موت ہے۔

☆.... عقل کیلئے تحسین، زندگی اور ملامت موت ہے۔

☆.... محبت کیلئے ملامت، زندگی اور تحسین موت ہے۔

☆.... عاصی کیلئے معصیت، زندگی اور پارسائی موت ہے۔

☆.... بندے کیلئے عجز، زندگی اور تکبر موت ہے۔

☆.... حسن کیلئے تکبر زندگی اور عجز موت ہے۔

☆.... عشق کیلئے ہجر، زندگی اور وصل موت ہے۔

☆.... معشوق کیلئے جفا، زندگی اور وفا موت ہے۔

☆.... عاشق کیلئے وفا، زندگی اور جفا موت ہے۔

اور خدا حیاتیات و ممات کے مبحث اور حادثات کی بدعات سے ماوریٰ ایک ہستی کا نام ہے جس کے سامنے مذکورہ تمام صورتیں زندگی کی بھیک مانگنے کیلئے صرف ایک جھلک کے انتظار میں ہاتھ باندھ کر کھڑی ہیں۔

عقیدہ اور عقیدت

☆☆

۱۔عقیدت اندھی اور غرض و غائیت سے لیس ہے جبکہ عقیدہ بینا اور غرض و غایت سے پاک ہے۔

۲۔ عقیدے پر اگر عقیدت غالب ہو تو شرک و اضلال کی راہیں کھلتی ہیں۔

۳۔ عقیدت، عقیدے کی کنیز ہے اور عقیدہ اس کا بادشاہ۔ بادشاہ اگر کنیز کے طابع ہو جائے تو بادشاہت کا چلنا مشکل ہے۔

۴۔ وہ عقیدت ہی تھی جس نے بتوں کو اٹھا کر خانہ کعبہ میں لا بٹھایا تھا۔اور وہ عقیدہ تھا جس نے اسکے ہرے بھرے کھلیان کو جلا

کر خانہ کعبہ کو خدا کا گھر بنا دیا

۵۔ عقیدت، عقیدے کے طابع چلے تو خیر، اگر اس کے خلاف چلے تو شر ہے۔ اور عقیدہ جہاں بھی چلے زہی زہے چاہے عقیدت ساتھ دے یا نہ دے۔

۶۔ عقیدہ بغیر عقیدت کے سوکھی روٹی کی مثال ہے۔ جو جسم کو بھر پور غذایت دینے سے محروم رکھتی ہے۔

۷۔ عقیدت اور عقیدے کا بالحاظ ادب ایک جگہ ہونا سلامتی کی دلیل ہے۔

۸۔ عقیدت ہر رنگ برنگے ایرے وغیرے بتوں کی باندی ہے۔ جبکہ عقیدہ صرف اللہ کا غلام ہے۔

۹۔ عقیدت کی تنہائی بے راہ روی کا شکار کر دیتی ہے۔ اور عقیدے کی تنہائی منزل کے آگے خشک صحرا بن کر کھڑی ہو جاتی ہے جبکہ دونوں کی یکجائی ہرے بھرے باغات میں چہرہ محبوب کی رونمائی میں مدد دیتی ہے۔

☆☆☆

محبت اور عورت

ازل سے ایک ہی المیہ جو آسیب کی طرح اعصاب پر سوار ہے۔

عورت کی محبت

اصل محبت اللہ کی محبت ہے، باقی محبتیں حد نفس میں شامل ہیں۔

☆☆

☆ خدا کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام محبت بھی ہے جسمیں غرض و غایت اور جنسی خواہشات کا داخلہ بند ہے۔

☆☆

☆ محبت کرنا طاقتور لوگوں کا کام ہے۔ صنف نازک اور ضعیف لوگوں کا نہیں۔

☆☆

☆ صنف نازک صرف جنسیاتی عمل کے لیے ہے دل کے لیے نہیں۔

☆☆

☆ جو لوگ عورتوں کی محبت کا شکار ہو جاتے ہیں انکی ملتجاً محبت خواہش نفسانی تک ہے جسکی تکمیل کے بعد محبت غبارے کی ہوا کی طرح اُڑنچھو ہو جاتی ہے۔

☆☆

☆ جب طالب و مطلوب پر معاشرے کی رسومات کا اثر ہونا شروع ہو جاتا ہے تو محبت اپنا بستر لپیٹنا شروع کر دیتی ہے۔

☆☆

☆ جو عورت محبت کا سچا دعویٰ کرتی ہے اور اس پر پورا اترتی ہے تو وہ عورت نہیں مرد ہے۔

☆☆

☆ دیکھ اگر کسی عورت نے تجھ پر عاشق ہو جانے کا دعویٰ کیا اور بعد میں رسومات دنیا کو درمیان میں لے آئی تو سمجھو اس نے رسم عشق خداوندی سے مذاق کیا۔

☆☆

☆ ایسی عورتوں کے مذاق کو حیوانی ذوق کے حامل زانی لوگ سمجھ کر ٹال دیتے ہیں کہ تو نہ سہی اور سہی۔ مگر دل والے سچے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

☆☆

☆ اسی حوالے سے آئے دن خودکشیوں کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ کمزور دل نوجوانوں سے عشق کا مذاق کرنے والی دوشیزاؤں کے بیانات کا ردعمل ہے۔

☆☆

☆ عورت کا دعویٰ عشق اس لیے قابل قبول نہیں سمجھا جاتا کہ یہ عشق کرنے میں پاس اور نبھانے میں فیل ہو جاتی ہے۔

☆☆

☆ اول تو عورت کو عشق کا علم ہی نہیں۔ اگر ہو جائے تو پھر آکاشِ محبت پر اسکے عشق کی تابانی مردوں کے عشق کی تابانی سے زیادہ روشن نظر آتی ہے۔

☆☆

☆ اگر عورت عشق کرنے پر تُل جائے تو پھر دنیا کا کوئی معاشرہ اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتا۔

☆☆

☆ اول تو عورت کی محبت کا یقین ہی نہ کر۔ اگر ہو گئی ہے تو پھر اپنی موت کا یقین کر لے۔

☆☆

☆ عورت کا دعویٰ ہے کہ عورت ایک بار محبت کرتی ہے بار بار نہیں۔ مگر معاملہ اس کے اُلٹ ہے۔ وہ یہ کہ عورت ایک بار نہیں بار بار محبت کرتی ہے۔

☆☆☆

تصوف کی دنیا

موجودہ دور کے مزاج اور ادراک کے عین مطابق کہکشاں

بارا قوال زریں

☆.... باپ حاصل ہے تو قبلہ گاہ کی ضرورت نہیں!

☆.... ماں حاصل ہے تو دعا کی ضرورت نہیں!

☆.... زن حاصل ہے تو سزا کی ضرورت نہیں!

☆.... اولاد حاصل ہے تو التجا کی ضرورت نہیں!

☆.... ٹی وی حاصل ہے تو حیاء کی ضرورت نہیں!

☆.... فکر حاصل ہے تو قضاء کی ضرورت نہیں!

☆.... نگاہ حاصل ہے تو غناء کی ضرورت نہیں!

☆.... عشق حاصل ہے تو ہدیٰ کی ضرورت نہیں!

☆.... حسن حاصل ہے تو ادا کی ضرورت نہیں!

☆.... آنسو حاصل ہے تو ندا کی ضرورت نہیں!

☆.... درد حاصل ہے تو شفاء کی ضرورت نہیں!

☆.... شریعت حاصل ہے تو فلاح کی ضرورت نہیں!

☆.... طریقت حاصل ہے تو راہ کی ضرورت نہیں!

☆.... حقیقت حاصل ہے تو جزاء کی ضرورت نہیں!

☆.... خدا حاصل ہے تو تمنا کی ضرورت نہیں!

☆☆☆

فقیر دانشگاہ کی نظر میں آج کے انسانی عوامل
اور خدا کی عتابی سرگرمیاں

☆.... اے انسان! تو سارے کا سارا خدا کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ مگر تو نے اپنا تھوڑا سا خود مختار ہونے کی حیثیت سے اپنے استعمال میں شدید ترین غلطیاں کی ہیں جن کی وجہ سے تیرے حق میں دعاؤں کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ ہاں ایک دروازہ جسے باب التوبہ کہتے ہیں وہ کھلا ہے مگر اس کی طرف جانے کیلئے تجھے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔

☆☆☆

☆.... پیارے! دیکھ، سمجھ اور غور کر۔ خدا کی جن نعمتوں کا تو نے

غلط استعمال کیا ہے یا پھر ان کے استعمال کے حق میں خیانت کی ہے، خدا نے وہ نعمتیں تجھ سے چھین لی ہیں یا پھر ان کو توڑ پھوڑ کر تیرے لئے ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔

☆☆☆

☆.... آنکھوں کو خدا کے دیدار اور اس کی راہوں میں بچھانے کیلئے عطا کیا گیا تھا۔ مگر تو نے کسی اور کیلئے ان کو فرش راہ بنایا۔ خدا کی غیرت نے ان کو اندھا کر دیا یا پھر سیاہ موتیا کے حوالے کر کے ان کو جہاں کی ٹھوکروں میں دھکیل دیا۔

☆☆☆

☆.... ٹانگوں کے غلط استعمال کی وجہ سے ان کو جگہ جگہ سے توڑ کر ان میں سلاخیں پیوست کر دی ہیں تا کہ یہ اب کبھی بھی تیرے حکم کی تعمیل نہ کر سکیں۔

☆☆☆

☆.... ہاتھوں کو خیانت یا خلق خدا کی دل آزادی کی پاداش میں توڑ کر یا پھر رعشہ جیسی کسی سرکش بیماری کے حوالے کر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تیری حاکمیت سے الگ کر دیا جاتا ہے۔

☆☆☆

☆.... معدے کو حلال رزق عطا کرنے کا حکم ہے۔اس سے حرام روزی ہضم کروانے کے جرم میں خدا نے تمہیں معدے کی تباہ کن بیماریوں میں لٹکا دیا ہے۔

☆☆☆

☆.... خون میں ہماری غیرت اور خاندانی وجاہت کا حسن پوشیدہ ہے۔ ہماری اس خون سے غداری کی وجہ سے انتقال خون جیسی ناخوشگوار صعوبتوں کو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔

☆☆☆

☆.... جس طرح تم نے جانوروں کو ذبح کرنے کے رحیمانہ اصولوں کے خلاف بے رحمی کے ذرائع اختیار کئے ہیں۔ اسی طرح ان معصوم جانوروں کی فریادوں پر قہر الٰہی نے بھی بے رحمی کے ذریعے تمہیں بے دریغ ذبح کرنا شروع کر دیا ہے۔

☆☆☆

☆.... جس طرح انسان خدا کے سامنے ننگے سر ہو کر ناچ رہے ہیں اسی طرح عتاب الٰہی کی فوجیں کوڑا کرکٹ کی طرح حادثات

کے ذریعے ان کو ایسے حالات میں سمیٹ رہی ہیں کہ دیکھنے والوں کو ان کی شناخت بھی نہیں ہو رہی۔

☆☆☆

☆.... انسان نے جب بھی اپنے مرکز، خدا سے منہ پھیرا، خدا نے ان میں سماجی قتل و غارت، بیوی کی شوہر کے خلاف اور بیٹے کی باپ کے خلاف منافرت کی سرگرمیوں سے ان کے قلبی اور روحانی سکون کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔

☆☆☆

☆.... حکماء ربانی اور محقق عارفین کے فرمودات کے مطابق، یہ حادثاتی، دل ہلا دینے والی بدصورت اموات و بلیات، ایڈز اور کینسر کی آفات اور زلزلوں میں ملک الموت کے حواریوں کی دھرتی پر کھلم کھلا دوڑ دھوپ، قہر الٰہی کی چلتی پھرتی، منہ بولتی آیات اور نشانیاں ہیں جو روز روشن کی طرح زمین کے چپے چپے پر خدا کی ناراضگی کا اعلان کر رہی ہیں جنہیں صرف اور صرف غور و فکر کرنے والے رازدان حق ہی دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

☆☆☆

پیرانِ طریقت اور فقہاءِ تصوف غور فرمائیں

فقیر دانشگاہ کا عشق خداوندی کے حوالے سے وہ قول جو صدیوں پر محیط رہے گا۔

رحمت بیگانوں کا مال ہے
اور خدا اپنوں کی متاع !

(شفقت فاضلی)

☆☆☆

حسن معاشرت

تصوف کی رو سے حج، ماں اور معاشرہ

شروعات سے ہی ماں کو مکتب اول یعنی پہلی درسگاہ اور باپ کو مرکز عالم یا قبلہ اول کا مقام دیا گیا ہے۔ اور ان دونوں ہستیوں کے کردار سے ہی عالم رنگ و بو میں منشاء ربوبیت اور منشاء نبوت کا ظہور ہوتا ہے۔ ماضی میں دو مائیں ابھر کر سامنے آئی ہیں ایک وہ ماں جسے اس کی اولاد سمیت آل نبوت سے خارج کر کے ہلاکت کے سمندر میں غرق کر دیا۔

اور دوسری وہ ماں جس کی اولاد سے ولایت، حکومت اور نبوت جہاں آراء کی بنیاد رکھی۔ پہلی ماں، پیکر درد نہاں، شعلہ آہ وفغاں حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ ہیں۔ دوسری ماں، امام

الناس، منبع صدق و وفا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی زوجہ محترمہ حضرت حاجرۃ ہیں، جن کی طریقت، جن کی وفا اور جن کے دین کو زندہ کرنے اور جن پر زندہ باد کے نعرے لگانے کیلئے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں فرزندان توحید و رسالت فریضہ حج ادا کرنے کیلئے جاتے ہیں اور ان سے عہدِ وفا کرتے ہیں۔

حج اصل میں حضرت حاجرۃ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی خدا کے ساتھ وفاؤں کو زندہ کرنے کا نام ہے۔ یعنی انہی کے تین عمل ہیں جس سے خدا کی منشاء تک پہنچنے کا راستہ ملتا ہے۔ وہ راستہ یہ ہے کہ اگر بیٹے کی نگاہ باپ پر نہیں اس کی جائیداد پر ہے، اگر بیوی کی نگاہ خاوند پر نہیں اس کے مال پر ہے اور اگر بندے کی نگاہ خدا پر نہیں بلکہ اسکے بلند و بالا محلات، یعنی جنت پر ہے تو یہ تینوں اپنے اپنے مقام یعنی بیٹا، مقام فرزندی سے، زوجہ مقام زوجیت سے، اور بندہ مقام بندگی سے خارج ہیں۔ حضرت حاجرۃ نے دل دہلا دینے والے ویرانے کو نہیں دیکھا، خاوند کے حکم کو دیکھا۔ بیٹے، حضرت اسماعیلؑ نے اپنی جان کو نہیں دیکھا، باپ کے حکم کو مانا اور قربانی کے لیے خود کو پیش

کردیا۔اور بندے، حضرت ابراہیمؑ نے آگ کو نہیں، خدا کو دیکھا اور اس میں چھلانگ لگادی۔یہی تینوں کردار منشاء خداوندی میں دین قرار دیئے گئے۔ اگر گہرائی سے دیکھا جائے تو حضرت حاجرہؑ کا عمل اپنے بیٹے کی تعلیم کے ساتھ ایک مکمل دین دکھائی دیتا ہے۔اور حضرت ابراہیمؑ کا عمل ایک موحد اور عاشق حق کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اگر حاجرہؑ، اسماعیلؑ کو ان کے باپ کی عظمت کا تعارف نہ کراتیں تو اسماعیلؑ قربانی کیلئے تیار نہ ہوتے۔

اگر ابراہیم علیہ السلام، اسماعیلؑ کو اللہ کے حضور قربان نہ کرتے تو خدا کی محبت یا خدا کے عشق کا ثبوت نہ ملتا۔ خدا کی منشا یہی ہے کہ بندہ مجھ ہی سے پیار کرے اور مجھ ہی سے عشق کرے۔ بات شروعات میں حج، ماں اور معاشرہ کی تھی۔ لہذا آج اس معاشرے کو خاوند کے آگے جھکنے والی حاجرہؑ اور باپ کے آگے جھکنے والے اسماعیلؑ کی ضرورت ہے۔ انہیں ڈھونڈیئے اور سامنے لائیے۔ یہ ہمیں ہی میں موجود ہیں مرے نہیں۔

تو چاہتا ہے کہ بہتر معاشرہ ہو   کہیں سے ڈھونڈ لا تو حاجرہ کو
وہ اپنے ساتھ اپنا پسر لائے   اسے پھر باپ کے آگے جھکائے
جب وہ آئے گی پیر پیمبر   محبت اور ادب کی راہ در ہبر
تب عورت مرد کے آگے جھکے گی   تو پھر یہ ڈوبتی نیا بچے گی

بال عزازیل

☆☆☆

حق تو یہ ہے

پہلی امتوں میں حصولِ فقر کی شرط یہ تھی کہ وہ یکسر شورِ دنیا سے نکل کر پہاڑوں کی خاموش غاروں میں جا کر اللہ کے جلال و جمال کا مشاہدہ کریں اور یہ راز کسی پر ظاہر نہ کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ بھی چالیس سال اسی طریقت پر گامزن رہے۔ جب حضورؐ کو آخری نبوت دیکر انکی عقل و دل کی توانائیوں کو آزمایا گیا تو فطرتِ جولاں گاہِ فقر میں بھی تبدیلی کا حوصلہ بڑھا۔ وہ اس طرح کہ اب فقر کے حصول کیلئے غاروں میں پیوند کار رہنے کی بجائے خلق خدا میں ضم ہو کر انکی طرف سے ملنے والے رنج و محن اور مصائب پر صبر آزما رہنے کی صورت میں انکو بھی نبوت کے

درجات سے حسب مقدور حصہ عطا کیا جائے۔ جس سے یہ کل بروزِ قیامت انبیاء کے ساتھ، اللہ کے جلال و جمال کے مشاہدہ میں برابر کے شریک ہوسکیں۔ وہ اس لئے کہ فقر نبوت کا دایاں بازو اور شریک کار رہا ہے جبکہ خلقت نے نبوت سے جنگ اور فقر سے عشق خداوندی کا اصل نشہ حاصل کر کے خداوند قدوس کو قابلِ عشق محبوب اور لیلیٰ ازل جیسے جاں گداز خطابات کا حقیقی حقدار قرار دیکر اسکی خاطر نیزوں پہ سر ٹانکے جانے اور راہوں کی خاک بن کر اڑ جانے پر بھی یہی کہا کہ، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

پیارے جنت بھی اس دنیا کی طرح تخلیق کی گئی ایک دنیا ہے اور اسکی تعریف یہ ہے کہ جو تجھے اللہ سے غافل کردے وہ دنیا ہے۔

اب دیکھیے! حال پر تیرے اور تیرے خدا کے درمیان کون حائل ہے۔ جس کے لیے تو کارخانے، ملیں، عمارتیں، کوٹھیاں، بنگلے، ٹھگیاں ٹھوریاں، چوریاں، جھوٹ اور مکاریاں کر رہا ہے۔ اور اگلی دنیا کی تمنا کیلئے تو دینی فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہے۔ یہ خدا کے لیے ہو رہا ہے یا کسی اور کے لیے؟ اگر

خدا کیلئے ہے تو درست ہے اگر کسی اور کے لیے ہے تو اسی کا نام دنیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے تجھے خدا سے غافل کر دیا۔

یہاں یہ بھی غور کر کہ تصوف نے تجھے تیری ماں سے نہیں روکا بلکہ تیری ماں کی اس بے راہ رومتا کی نشاندہی کی ہے جسکو نہ سمجھتے ہوئے تیری ماں نے، تیرے عیوب کو تیرے باپ سے چھپا کر، تجھے ڈاکو، چور، راہزن، نشئی، جواری، شرابی، جنسی بے راہ رو اور معاشرے کا بدترین اور ناپسندیدہ انسان بنا کر چوراہے میں کھڑا کر دیا ہے۔ اس بے راہ رومتا نے تیرے باپ کی عظمت کو ہی پامال نہیں کیا بلکہ تجھے اسکے مقابلے میں پیش کر کے آداب فرزندی جیسی دولت سے محروم کر کے تجھے ناقابل تسخیر گناہوں کی دلدلوں میں دھکیل دیا ہے۔

☆☆☆

اسلامی تصوف کی رو سے

موجودہ پیشہ وارانہ تعلیم شیطانی افکار اور اسکے رویوں کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہو رہی ہے۔

علماء حق اور محقق عارفین نے نتیجہ نکالنے کے بعد موجودہ تعلیم کو بے ادب، گستاخ اور مرکز سے ہٹا کر بے راہرویوں کی طرف دھکیل دینے والی تعلیم قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس تعلیم کی بنیاد غرض و غائیت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹے کا تعلق اگر کچھ باپ سے ہے تو بنیادی وجہ باپ کی جائیداد ہے۔ بیوی کا تعلق خاوند سے ہے تو خاوند کی طرف سے ہاں ہاں اور نان و نفقہ تک ہے۔ دوسری طرف اس نے دین کے پاکیزہ ماحول اور تصورات کو بھی

آلودہ کر کے رکھ دیا ہے۔ یعنی بندے کی نماز، روزہ اور دیگر سنت وفرائض کی ادائیگی میں بھی غرض وغائیت بھر دی ہے۔ مرکز یعنی خدا سے محبت اور خالص تعلق کا فقدان ہے۔ ظاہر ہے جس معاملے یا تعلق میں غرض وغائیت ہوگی ہو وہ معاملہ غرض وغائیت تک ہی رہے گا۔ غرض وغائیت پوری ہوگئی تو معاملہ یا تعلق ختم اور اگر غرض پوری نہ ہوئی تو بھی معاملہ ختم ہی ختم ہے۔ تھوڑے عرصے کی بات ہے کہ کسی موڑ پر شعور بیدار کرنے والی تحریک نے معاشرے کی راحت میں شور پیدا کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے محیط مرکز کا اور ماضی حال کا مخالف ہوگیا۔ خودغرضی اور بے ادبی کا ایسا طوفان اٹھا کہ بیٹا باپ کے، بیوی شوہر کے، چھوٹا بڑے کے، غلام آقا کے اور بندہ خدا کے مقابلے میں کھڑا ہوگیا۔ اب چلتے چلتے آہستہ آہستہ اس بہرہ اور اندھا کر دینے والے شعور میں فحاشی اور بے حیائی نے بھی آنکھ کھولی۔ یعنی بیٹی ماں باپ سے اپنی مرضی کا بر مانگ رہی ہے۔ اور اپنے آپ کو بھیڑ بکریوں جیسی گندی مثال دیکر تعلیم کی شہہ پر والدین اور غیرت مند بھائیوں کا منہ بند کر رہی ہے۔ کہ ہم کوئی بھیڑ بکریاں تھوڑا ہی ہیں، جدھر

ہانک دو گے ادھر چلی جائیں گی۔ ہم تعلیم یافتہ ہیں، شعور رکھتی ہیں، ہم اپنے حق میں اچھا برا خوب سمجھتی ہیں۔ شوہر کے گھر ہم نے آباد ہونا ہے آپ نے نہیں۔ اتنی آزاد اور واہیات باتیں لڑکی اپنے والدین سے کہہ رہی ہے۔ کوئی شرم نہیں، کوئی حیا نہیں۔ دوسری طرف لڑکی کی پسند کا حاصل یہ نکلا کہ رشتہ لڑکی خود تلاش کرتی ہے، اپنے والدین سے ملواتی ہے اور اس کے گھر چلی جاتی ہے چاہے دوسرے ہفتے طلاق ہی کیوں نہ ہو جائے۔ طلاق میں شرم کی کوئی بات نہیں کیونکہ اُس تعلیم اور ماحول میں آنکھ کھلی ہے جس کا انحصار غرض وغائیت پر ہے۔ لڑکے کی طرف سے ہاں ہاں یا عیش وعشرت ملتی رہی، بیوی بنی رہی۔ ہاں ہاں میں ذرا فرق آیا، غرض وغائیت ختم، شادی ختم۔ طلاق لی اور گھر آ گئی۔ خاوند کے حق میں یہ کہہ کر اسے بدنام کر دیا کہ میرا شوہر آوارہ تھا۔ میرے آئیڈیل کے مطابق، یعنی غرض وغائیت کے مطابق نہ چلا تو طلاق لے لی۔ اب ماں کا حال دیکھیں جو معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ خاوند کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو الٹا رنگ دے کر اسکی اولاد کو اسکے خلاف کر رہی ہے۔ باپ اگر بیٹے کو غلطی کی وجہ سے

ڈانٹتا ہے تو ماں پیار بھرے لہجے میں بیٹے کے شعور کو اس طرح تخریبی ماحول دیتی ہے کہ 'بیٹا ساری عمر اس کا میرے ساتھ بھی یہی سلوک رہا ہے، یہ میں ہی جانتی ہوں کہ کس طرح اس انسان کے ساتھ میں نے نباہ کیا ہے۔ بہتیرا سمجھاتی ہوں کہ اولاد جوان ہے، پڑھی لکھی ہے۔ جو کرتی ہے کرنے دو۔ تو بولنا بند کر دے۔ تو بولے گا تو یہ بھی بولیں گے۔ اپنی عزت کروا۔ اب تیری عقل کام نہیں کرتی۔ جو تو نے کرنا تھا کر لیا۔' ماں کے باپ کے متعلق اتنے بیہودہ تعارف نے اولاد کو سرکش، باغی اور اس کا قاتل بنا دیا ہے۔

اب تعلیم یافتہ اولاد، باپ کو ماں کی ہلاشیری پر اس قسم کے الفاظ اور لہجہ سے اس طرح مخاطب ہوتی ہے کہ بیچارہ باپ ان کو دی ہوئی تعلیم اور اپنے مقدروں کو رو رہا ہے۔ یہ تو عام تعلیم کے اثرات اور نتیجے ہیں۔ اب بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی کے اثرات اور نتائج پر نظر ڈالیں۔ تو حاصل یہ ہے کہ باپ بیٹی کا اور بھائی بہن کا دوست یعنی راز دان بننا پسند کرتا ہے۔ اور ان اعلیٰ تعلیم یافتاؤں کے بیٹے بیٹیاں باہر ہی باہر یونیورسٹیوں میں یا تو خود شادی کر لیتے ہیں یا پھر ڈیڈی سے اپنے آئیڈیل ملوا کر اپنا گھر

بسا لیتی ہیں۔ باپ کو صرف روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اپنی مرضی یا خوشی کا اظہار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ بیٹی تعلیم یافتہ ہے۔ اپنی اچھائی برائی خوب سمجھتی ہے۔ پیارے! تعلیم کا بنیادی مقصد خدا کی پہچان ہے۔ جب انسان خدا کی پہچان کر لیتا ہے۔ تو غرض و غائیت سے پاک ہو جاتا ہے۔ پھر بیٹے کو باپ میں اور بیوی کو شوہر میں خدا نظر آنے لگتا ہے۔ آج اسی تعلیم یعنی تصوف جیسے پاک علم کی ضرورت ہے جو صوفیائے کرام یہاں لیکر آئے تھے جو صدیوں حکمرانی کرتے رہے اور اپنے پیچھے 'بہشتی زیور' 'کشف المحجوب' اور 'پکی روٹی' جیسی اصلاحی و نورانی کتابیں پڑھنے کیلئے چھوڑ گئے۔

جنت میں اور ماں میں تفاوت نہیں مگر
اب دیکھنا ہے یہ کہ ہیں کردار انکے کیا!
جنت کی خواہشات سے اماں کے لاڈ سے
کوئی باپ سے گیا ہے تو کوئی یار سے گیا!

(بال عزازیل)

عیدالاضحیٰ کے حوالے سے

آج کے معاشرے کی ماں کو حضرت حاجرہؓ جیسی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے جو فیضان نظر سے اپنی اولاد کو باپ کے ساتھ وفا کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے، اسکے قدموں میں جھکا کر، آداب فرزندی سے سرخم کرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ عشق خداوندی کو از سر نو معراج تک پہنچا کر اس دل ہلا دینے والے ہولناک معاشرے کو سیدھی راہ پر لانے کیلئے امت مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے۔

ورنہ ایسا لگ رہا ہے کہ آج کے آدم کے اس افزائش نسل کے ناروا نتائج کو بھانپ کر دوسری تخلیقات کے سامنے فطرت خود اپنی نظروں سے گر رہی ہے اور اس بیہودہ اسٹیج کو سمیٹنے کے عمل پر با

عجلت گامزن ہے۔

پیارے! نسخہ کے مطابق حالات اگر رخ بدل لیں تو منشاء خداوندی سے الحاق ہوسکتا ہے۔ وہ یوں کہ حضرت حاجرہؑ کی طریقت کے مطابق بیوی اپنے شوہر کے آگے اور اولاد اسکی معیت میں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طریقت پر قائم مقام قبلہ گاہ عالم، اپنے باپ کے آگے سجدہ ادب بجالا کر اسکی بزرگی اور برتری کو تسلیم کرے اور اسکی فرمانبرداری میں روزگار کتابت میں مصروف ہوجائے۔

یادرکھ پیارے! یہ وہی ادبی تسلیمی سجدہ ہے، جسے حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی کو تسلیم نہ کرنے اور اسکے آگے ادا کرنے سے انکار پر عزازیل کو شیطان کا خطاب ملا۔ اور پھر اسی شیطان کی طرف سے آدم کیخلاف غیر مہذب معاشرے کی بنیاد رکھنے کا اعلان ہوا۔ بات اصل میں بڑوں کی عزت وتکریم کی ہے، جس کو کھلم کھلا بطور سجدۂ تسلیمات، بزرگان کے حق میں ادا کرکے دکھایا گیا ہے کہ بزرگوں کے حق میں شیطان کے غیر تہذیبی رویئے کے خلاف تیری طرف سے یہ اعلان جنگ ہے۔

دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحا

تصوف میں راتوں رات بادشاہ بننے کا مستند کامیاب نسخہ

اے اللہ! اس شہر مکہ کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کردے اور لوگوں کے دل اس کی طرف پھیر دے۔ یہ اس دعا کا مختصر مفہوم ہے جو کعبہ کی دیواریں اٹھانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے مانگی تھی اور آمین کہنے والے حضرت اسماعیلؑ تھے۔ یہ دعا اُس کعبے کو سامنے رکھ کر مانگی گئی تھی جسے حضرت ابراہیمؑ نے بنایا تھا۔ اور حضرت اسماعیلؑ نے اُس کعبے کو سامنے رکھ کر آمین کہا جس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا۔ کعبے کی بنیاد پہلے سے رکھی ہوئی تھی جسے منہدم ہونے کے بعد پھر بنایا گیا تھا۔ مگر حضرت ابراہیم

ایسا کعبہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی بار بنایا اور اسے قیامت تک منہدم نہیں ہونے دیا۔ اب دنیا دیکھ رہی ہے کہ باپؑ کی دعا اور بیٹےؑ کی آمین نے مکہ کیا، پورے عرب کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ ہر طرف نعمتوں کی برسات ہو رہی ہے۔ لوگوں کے دل مقناطیس کی طرح اس کی طرف کھنچے رہتے ہیں۔ اس کے پیچھے ایک خاص حکمت اور راز پوشیدہ ہے جو سینہ بہ سینہ خدا کے خاص بندوں میں چلا آ رہا ہے۔

یاد رکھو! جس دعا کے پیچھے آمین نہیں ہوتی وہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ دعا مانگنے والے اور آمین کہنے والے کا آپس میں الحاق، جسم اور روح کی طرح ہونا چاہیے۔ روح جس طرح حکم کرتی ہے جسم اسی طرح عمل کرتا ہے۔ اسی طرح باپ اور بیٹے کا الحاق اگر جسم اور روح جیسا ہو جائے تو پھر دعا، قیامت تک خدا کے دامن کو پکڑ کر اپنی من پسند مرادیں حاصل کرتی رہتی ہے۔

اس وقت اس آمین کے پیچھے روح اور جسم کا الحاق عمل ہی کارفرما تھا، جسے آداب فرزندی کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کے دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلی تھی۔ اگر بیٹا

نالائق اور نافرمان ہوتا اور بیوی گستاخ اور بے ادب ہوتی، تو دنیا کی یہ سب سے بزرگ ترین دعا ہرگز نہ مانگی جاتی۔

اب آیئے تصوف کی روشنی میں اس دعا کی منشا اور روح کو اپنے حق میں استعمال کریں اور اس کے کمالات اور برکات دیکھیں۔ میں نے اس عمل کو تقریباً ایک ہزار ایسے افراد پر آزمایا جن کے گھر بے روزگاری، بے برکتی، غربت، بدنصیبی، جھگڑے فساد، جادو ٹونے، کالے پیلے بھوت جنات کے ہاتھوں برباد ہو چکے تھے۔

جب عمل شروع ہوا تو حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت اسماعیل کی آمین نے ان کے گھروں کو مکہ کی سرزمین سے ملحق کر کے عرب کا سماں باندھ دیا۔ اب دیکھیں کہ وہ عمل کیا ہے۔

بیروزگار نوجوان مقام کے حوالے سے اپنی ماں کے قدموں کو حجر اسود اور باپ کے قدموں کو حرم کعبہ تسلیم کرے اور اس پر ایمان لائے۔ جب کام پر جانے لگے تو باوضو ہو کر باپ کے قدموں پر سجدۂ ادب اور ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کا بوسہ لے اور پچھلے قدم پشت کیئے بغیر دروازے سے باہر نکل کر

کام پر چلا جائے۔ جب واپس گھر لوٹے تو پہلے سیدھا وہاں جائے جہاں باپ تشریف فرما ہو۔ اسکے قدموں میں سر رکھے بعد میں ماں کے قدموں کو چومے۔ اگر بیوی بچے ہوں تو ان کے سامنے یہ عمل کرے۔ اس لئے کہ باپ جو عمل اپنے والدین کے حوالے سے کرے گا وہ اس کے بیوی بچے بھی کر کے حضرت اسماعیلؑ کی آمین میں شامل ہوکر دین و دنیا کی مرادیں حاصل کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔

نیت جتنی خالص اور پاک ہوگی عمل اتنا جلد اور تیز ہوگا۔ انشاء اللہ عامل کے گھر رحمتیں، برکتیں اور دولتیں قطاریں باندھ کر کھڑی ہو جائیں گی۔ اگر اس عمل سے پریشانیاں، بیماریاں، بیروزگاری و تنگدستی دور نہ ہو تو بندہ ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہے۔ اب جب کہ کوئی دعا دارو پیر فقیر کام نہیں دے رہے، آؤ اس عمل کو آزماؤ۔ شرطیہ مصیبتوں سے نجات حاصل کرو اور اپنے گھروں کو مکے کی خیر و برکتوں سے بھرو اور مالا مال کرو۔

تیرا باپ، تیرا ابراہیم، تیرے گھر میں بیٹھا ہے۔ صرف تیری ماں کو ہاجرہؑ اور تجھے اسماعیلؑ بننے کی ضرورت ہے۔

تصوف کی دنیا اور دفتری چاکری

تصوف کی رُو سے عصر حاضر کا مروج بے نام و بے عنان دفتری انٹرنیشنل، کمرشل دین، منشور عورت کی محبت اور اسکی خوشیوں کے حصول کی اساس ہے۔ یہ عمل بغیر رشوت کے ناممکن ہے اور اس کی شہہ پر اسکی جڑواں بہن، مہنگائی کا دنیا کے بازاروں میں ننگے سر، بے عنان گشت کا نتیجہ جنگ و جدل، خون ریزی، دہشت گردی، باہمی نفرت، بے برکتی، بے روزگاری اور فحاشی کے پہرہ کی صورت سامنے آرہا ہے۔

آج کا یہ بے نام انٹرنیشنل دین نہ تو یہودیوں کا ہے نہ عیسائیوں کا، نہ سکھوں کا ہے نہ ہندوں کا اور نہ ہی مسلمانوں کا۔

یہ دین خالصتاً سرکار کے دفتریوں کی اپنی ایجاد اور انکی ذات تک ہی نافذ العمل ہے اور اسکی منحوس بہن مہنگائی باہر عوام کے بازاروں میں تیغ بے نیام کی طرح خون ریزیوں میں مصروف ہے۔

اس دین کا کوئی نام نہیں۔ اگر اسے کوئی نام دیا بھی جا سکے تو اسے خالص عورت کا دین کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اسکا مرکز و محور عورت کی محبت اور اسکی خوشیوں کا حصول ہے۔ یاد رکھ پیارے! اس دین کا بانی دنیا کا پہلا قاتل حضرت آدم کا نالائق بیٹا قابیل ہے جو باپ کی نافرمانی میں، عورت کی محبت کی خاطر، بزرگ بھائی ہابیلؑ کو قتل کر کے صفحۂ ہستی پر بہت بڑے ظالم، گنہگار اور روسیاہ کی حیثیت سے سامنے آیا۔ جسکو حکم خداوندی سے ازل سے ابد تک کی انسانی قتل و غارت اور خون ریزیوں کا حصہ دار ٹھہرایا گیا۔ جبکہ دوسرے لائق بیٹے ہابیلؑ کو باپ کی فرمانبرداری اور خدا کی محبت کے صلے میں بارگاہ عالیہ سے بزرگی کا حق بخشا گیا۔

اب دنیا میں عورت اور اسکے دین کی مصروفیات اور اسکی

جادوگریاں ملاحظہ فرمائیں۔عورت کی خوشیوں کا حصول بغیر پیسے کے ناممکن ہے اور اس قسم کا پیسہ صرف رشوت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔رشوت دینی اخلاق کے حوالے سے انسانیت کا قتل ہے اور یہ قتل عورت کو خوش رکھنے کے پیش نظر ہر مقام پر ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی رشوت نے اپنی جڑواں بہن مہنگائی کو فروغ دیا جس کے خون آشام گدھ معاشرے میں بسنے والے انسانوں کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔

یاد رکھیں! یہ سر سے ننگی، پڑھی لکھی اور زلفوں والی خوبصورت بیگمات چاہے سرکار کے ملازمین کی ہوں یا باہر بسنے والے امرا کی، انکی ناجائز خواہشات اور لمبی چوڑی گاڑیوں میں گھومنے کے اشتیاق کی تکمیل کی خاطر لی جانیوالی رقم کو رشوت کہتے ہیں۔اور اس رقم کے بے دریغ خرچ اور وافر انعام واکرام دینے سے پیدا ہونے والی بدروح اسکی جڑواں بہن مہنگائی ہے۔ ان دونوں کا اصل مرجع سرکاری عیاش عملہ ہے جس کے پیچھے چھپی ہوئی فاعل طاقت عورت کی محبت اور اس کے جسم کے مساس سے خون گرما دینے والی حرارت ہے۔ جس نے

یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کے ادیان کے فیضان کا صفایا کر دیا۔

پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔ پیارے یاد رکھو! آج کے نوجوان باہر کے ہوشیار ممالک سے جو دانشوری کی ڈگریاں لے کر آتے ہیں، ان کی پیشانیوں پر عوام کو مغلوب کرنے کی چمک ہے اور ان کی ڈگریوں کی تہہ میں ان کی اصل منشا، اپنی من پسند، خوبصورت، آزاد خیال اور پڑھی لکھی عورت کی ہوس ہوتی ہے۔ اس عورت کی خوشیوں کو پورا کرنے کے لیے بڑی بڑی کاروں اور با اختیار کرسیوں کی طلب ہی وہ اصل طاقتور شیطانی روح ہے جو ان کی خوشیوں اور رنگ رلیوں کو منانے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ بڑی سے بڑی رشوت صرف ڈگریوں اور ان کی بنا پہ حاصل کردہ کرسی کی طاقت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

پیارے یاد رکھ! جب تک خداوند قدوس سے محبت رکھنے والے دین حنیف کی پاسبانی کا اعلان نہیں ہوتا اس وقت تک عورت کی محبت کے دین کا یہ آلہ کار انسان اس دھرتی پر جنگ و

جدل، خون ریزی اور دہشت گردی کے خون آشام کھیل کھیلتا رہے گا۔

دائمی سچی اور پاک دنیا کا اعلیٰ ترین انسان بننے کے لیے اشتہاری، پیشہ ورانہ تعلیم کی نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کے پروردہ جہاں میں صادق اور امین جیسے اُمیوں کی اطاعت وغلامی کی ضرورت ہے۔ جبکہ جھوٹی اور مکار سیاست سے بھری روسیاہ دنیا کا بڑا آدمی بننے کے لیے کاغذی غرض وغایت کی پروردہ پیشہ ورانہ تعلیم کے بغیر لاشعور میں چھپے ہوئے رشوت لینے کے طور طریقے ہاتھ نہیں آسکتے۔

☆☆☆

ام شب قیامت

جہاں تک انسان وہاں تک آواز

خدا ابن آدم سے یوں مخاطب ہے

اے آدم زاد! ظالم اور جاہل! تیری بربریت، خون ریزی اور نافرمانیوں کی بنیادوں پر رکھی جانے والی قیامت کی اب آمد آمد ہے۔ تو نے دھرتی کو لہولہان کیا۔ اب تو خود لہولہو ہونے کیلئے تیار ہو جا۔ ناشکری، قتل و غارت، فحاشی، بے حیائی کون سی بات ہے جو رہ گئی ہے کہ قیامت کو تجھ سے اٹھا رکھا جائے۔ میں نے تجھے جتنی چھوٹ دی تو اتنا ہی آزاد ہو گیا۔ میں نے تجھ سے پیار کیا مگر تو مجھ سے دور بھاگا۔ میں نے تجھے

شرافت کا لباس پہنایا اور تو میرے سامنے ننگا ہو گیا۔ میں نے تجھ سے کہا کہ مجھ سے محبت کر، مجھ سے عشق کر۔ مگر تو نے نفس کی باندی، نفس کی تسکین کیلئے عطا کردہ عورت کو میری جگہ پسند کیا۔ میری جگہ اس کو پیار اور اس سے عشق کیا۔ جس کے نتیجے میں یہی باندی تجھ پر مسلط ہوگئی۔ چکھ اپنی ناانصافی کا مزا۔ تو نے میرے ساتھ ظلم کیا۔ اب یہ میرا بدلہ تجھ سے لے رہی ہے۔ تیرے خون پسینے کی کمائی پر پلنے والی، تیرے نکاح میں آنے والی، تیری اطاعت قبول کرنے والی اب تیری نافرمان ہے۔ یہ تجھ پر حکم چلاتی ہے۔ اس نافرمان سے پیدا ہونے والی اولاد کو بھی اس نے تیرا نافرمان بنا دیا ہے۔ تو اپنی عزت جو چھپاتا پھرتا ہے تو عورت سے جوتیاں کھا رہا ہے۔ اپنے تیار کردہ محلات میں تو بیگانوں کی طرح رہ رہا ہے۔ اب یہ شیشوں کی طرح چمکتی کوٹھیاں چھوڑنے کیلئے تیار ہو جا۔ تیری اولاد اور تیری محبوب بیوی تجھ سے تنگ ہے۔ اس لئے کہ تو مجھ سے تنگ ہے۔ تیری اولاد اور تیری بیوی اس لئے تیرے سامنے ننگی ہو کر بیٹھ گئی ہے کیونکہ تو میرے سامنے ننگا ہو کر بیٹھ گیا ہے۔ میری غیرت یہ برداشت نہیں کرتی کہ میری

جگہ تو کسی اور کو پسند کرے۔ تیری کیڑے مار دوائیں تری فصلوں کو خود کیڑے بن کر کھا رہی ہیں۔ دیکھ جس باراں کو میں نے تیرے لیے رحمت بنایا تھا وہی باراں تیرے لئے زحمت اور قہر بن گیا ہے۔ جس برسات سے موسموں اور دلوں کی آگ بجھتی تھی، آج اسی برسات سے تیرے موسموں، مکانوں اور دکانوں کو آگ لگ رہی ہے۔ میرے سیاہ بادلوں کی افواج ابابیلوں کی طرح اپنی چونچوں سے، میرے قہر کی کنکریاں پھینک کر تیرے مضبوط کاروباری ہاتھیوں کو تباہ و برباد کر رہی ہیں۔ میرے سیاہ فام حبشی بادلوں کی گھن گرج کو سن اور ان میں جلتی، ابلتی، کروٹیں بدلتی، زہر اگلتی اور بار بار تیری طرف لپکتی بجلی کی اپنے بارے میں رائے سمجھ لے۔ وافر حرص نے تیرا پیٹ پھاڑ دیا ہے۔ اس لئے تجھے سوائے پیسے کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ تیری آنکھوں میں بے شرمی کا موتیا اتر آیا ہے۔ اس لئے کہ تو ماں، بیٹی اور بہن کی غیرت سے نکل گیا ہے۔ تیرے انصاف کا انحصار چکنی چپڑی اور دلفریب دلیلوں پر ہے۔ تو میری عطا کردہ دولت سے خیانت کر رہا ہے۔ یہ بیدار سیارہ، زمین اب تیرے ظلم کا بوجھ نہیں

اٹھا سکتا۔ اسکی فریادیں میرے عرش کو ہلا رہی ہیں۔ میں اس کا بھی رب ہوں۔ میں ہر اس چیز پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہوں جتنا کہ وہ اٹھا سکتی ہے۔ یہ میرا عدل ہے۔ میرا انصاف ہے۔ اب دیکھ! تیری اور میری طرف سے شیشے میں اتار دینے والی جنّتوں نے قیامت کا سگنل کھول دیا ہے۔ اب صبح ہے یا شام ہے، قیامت کے عفریت نیزے تان کر بیٹھ گئے ہیں۔ پہاڑوں کی میخیں نکال کر ان کو پر لگا دیئے ہیں۔ اسرافیلؑ نے سور میں پھونک بھر دی ہے۔ سمندروں اور دریاؤں کو کناروں سے انجان کر دیا ہے۔ پانیوں میں آگ بھر دی گئی ہے۔ ہواؤں کا تیری سانسوں سے اب الحاق نہیں رہا۔ اب قیامت کیلئے کوئی بھی لمحہ رائیگاں کئے بغیر فکس ہو جائیگا۔

☆☆☆

عبدیت بحضورِ حق

تصوف کی رو سے

منشأ خداوندی......رموزِ خیر و شر....اور فلسفہ شہادت!

خدا کے خاص ایسے بندے بھی ہیں جن کے حق میں خدا کو اپنا دیدار مختص کرنا پڑتا ہے۔ یہی لوگ حاصل کائنات ہیں یعنی خدا کے سچے شیدائی، شاہد اور شہداء!

آیئے اب انہیں خاصان خدا کے علم تصوف کی روشنی میں کارزارِ کربلا کی ایک جھلک دیکھتے ہیں۔

چہرے پہ اگر گیسوئے خمدار نہ ہوتے
سینوں سے کبھی تیر نظر پار نہ ہوتے
مومن کی سر راہ جو کفار نہ ہوتے

نیزوں پہ کبھی یار کے دیدار نہ ہوتے

آنکھ بینا ہو، عاشقانہ ہو تو دیکھنے والے کو معرکہ کربلا یوں دکھائی دیتا ہے کہ خیر و شر اللہ کی دو فوجیں ہیں۔ اس میں خیر کی فوج کے سالار حضرت امام حسینؓ اور شر کی فوج کا سالار یزید ہے۔ یہ دونوں تو تمیں یعنی امام حسینؓ حق پرستی اور یزید، خود پرستی کے ہتھیاروں سے آراستہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ کچھ دیر بعد گھمسان کا رن پڑتا ہے۔ آلات حرب کی فراوانی کے تحت یزید کا پلا بھاری دکھائی دیتا ہے۔ مگر جذبہ عشق خداوندی کی کرامت اور زور کی وجہ سے فتح حسینؓ کو نصیب ہوتی ہے جسکو سند کے طور پر حسینؓ کا سر نیزے کی نوک پر ٹانک کر چار دانگ عالم کو دکھایا جاتا ہے اور ساتھ یہ اعلان بھی ہوتا ہے کہ دیکھو فتح کا ایک رنگ یہ بھی ہے۔ عارف کی مشاہدہ کرنے والی آنکھوں نے اس قسم کے کئی معرکے پہلے بھی دیکھے ہیں۔ وہ ایسے کہ خدا کی محبت کے چراغ روشن کرنے والے ایسے معرکوں میں جیت اگر خیر کی ہو جائے تب بھی کریڈٹ اللہ کو ملتا ہے اور اگر جیت شر کی ہو جائے تب بھی شاباش اللہ ہی کو جاتی ہے، کیونکہ یہ

دونوں پہلوان اللہ کے ہیں۔ اللہ کی منشا سے اللہ کی دھرتی پر رہتے
ہیں۔ اللہ کا رزق کھاتے ہیں۔ اللہ کا دیا ہوا لباس پہنتے
ہیں اور اللہ کی ہوا اور پانی ان دونوں میں یکساں تقسیم ہوتا ہے۔
ان دونوں کی ایما ہی سے اللہ کی بڑائی اور بزرگی کا پتہ چلتا ہے۔
حضرت امام حسینؓ کی زندگی سے اگر یزید کو نکال دیا جائے
تو حضورؐ کے دامن میں سوائے زہد و تقویٰ کے کچھ دکھائی نہیں دیگا
جو کہ عام بات ہے، خاص نہیں۔ یعنی فقر، عشق خداوندی یا
شہادت جیسے خاص انعامات و اکرامات ہیں جو زاہدوں سے
خاصان خدا کو علیحدہ کرتے ہیں۔ انہیں انعامات کی وجہ سے
خدا اپنے عارفوں اور شہیدوں کو اپنے دیدار کے لیے منتخب کرتا
ہے۔ دوسری طرف اگر یزید کی زندگی سے امام عالی مقامؑ کو نکال
دیا جائے تو کربلا کے اس طاقتور خدائی ولن (حریف) کی زندگی
بیکار دکھائی دیتی ہے۔

مخاطب ہے یوں فطرت کا خداوند

عدو جسکا نہیں زندہ نہیں وہ

حاصل یہ ہے کہ دن بغیر رات کے اور رات بغیر دن کے

بے نام ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کے بغیر ان کا وجدان کی شناخت ناممکن ہے۔ خیر وشر کے کردار اور معمولات دیکھنے میں تو علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو دونوں میں منشاء خداوندی بالترتیب دکھائی دیتی ہے۔

دنیاء رنگ و بو ہو یا فیضان خیر وشر

ہر چیز میں پیام شہہ دوسریٰ کا ہے

اور وہ منشا یہ ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ میرے ہی نام کا تعارف ہو۔ میرے ہی جھنڈے بلند ہوں۔ میری ہی بزرگی کے چرچے ہوں ۔ میری ہی محبت کے چراغ روشن ہوں اور یہ اتنا بڑا کام ان دونوں کے ٹکراؤ اور آمنے سامنے آنے سے ہی ہوسکتا ہے۔ کوئی اکیلی طاقت یہ منشا پوری نہیں کرسکتی۔ یعنی یزید کے نیزوں کے بغیر امام حسینؑ اپنے سر سے اتنی بلندیوں پر خدا کی محبت کے نہ بجھنے والے چراغ روشن نہیں کرسکتے اور نہ ہی امام حسینؑ کی طرف سے یزید کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آئے بغیر اپنی عاجزی، نفی اور خدا کی عظمت و محبت کا اعلان ہوسکتا ہے۔

دیے روشن اُسی کے نام کے کر
بلند جھنڈے اُسی گلفام کے کر
دل وجاں پیش کر اور کہہ خدا سے
ذرا جھلکی تو اپنے بام سے کر

دوسرے لفظوں میں گھوڑے یزید کے ہوں، بدن حسینؑ کا ہو، نیزے یزید کے ہوں، سر حسینؑ کا ہو۔ پھر ان دونوں کے بیچوں بیچ، دنیا کی آنکھوں سے بہت دور، پوشیدہ خدا نقاب اٹھا کر حسینؑ سے کہے، بس اتنا ہی کام تھا جو ہوگیا۔ اب پسند کر ایک طرف جنت ہے۔ دیکھ لے دوسری طرف میں ہوں۔ مجھے بھی دیکھ۔ جو مانگنا ہے مانگ! قیمت لگ گئی! پسند تیری ہے! حسینؑ پاک نے طائرانہ نگاہ سے جنت کی طرف دیکھا۔ ایک بجھی بجھی سی بستی، جو خود خدا کے حسن کے آگے سر جھکائے کھڑی تھی اور خدا کی چاہت کا دم بھر رہی تھی۔

دوسری طرف یوسفوں کا یوسف، نازنینوں کا ناز، حسینوں کا حسن، نانا حضرت محمد ﷺ کا محبوب، حسن کا شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) اپنی تمام تر اداؤں سے حسینؑ کو دیکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے، فیصلہ

کر۔ آج حسن کا بادشاہ خوش ہے۔ سخاوت اوج پر ہے۔ مانگ! حسینؑ نے پوچھا، اللہ، جنت کی کیا قیمت ہے؟ ارشاد ہوا، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ۔ اس کے بعد پھر پوچھا، اللہ، تیرے حسنِ بے بہا کے حق میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا، سر دو اور آ جاؤ۔ حسینؑ جھومے۔ سودا بھی ہے اور پاس قیمت بھی ہے۔

حسن جنت سے کہیں بہتر، کہیں اچھا ہے تو
خوشا اے ذوق تمنا، کس جگہ پہنچا ہے تو
کربلا میں ابن حیدرؑ، جھوم کر کہنے لگے
سر کے بدلے دید تیری، کسقدر رستا ہے تو

عارف نے اس منظر کو سمیٹا اور اپنے ٹوٹے ہوئے کشکول میں رموز واسرار کے جوہر نایاب ڈالتے ہوئے، یہ کہہ کر چل دیا۔

آنکھوں میں لگالیگا جو کربل کی ذرا خاک
کل حشر بھی دیکھے گا تو کرلے گا جگر چاک
پھر کیوں نہ نظر چاک کرے سینہ افلاک
جب ذوق سے پیدا ہو تیرے عالم بیباک
ہے آج بھی حاصل تجھے معراج الٰہی

لا کوئی تو جبریلؑ سا ابلیس غضبناک

جب تک یہ کارخانہ حیات، رزم خیروشر سے آزاد نہیں ہوتا، یہ دونوں نام اپنے اپنے مقام پر زندہ وتابندہ رہیں گے۔ حسینؑ بطور خدائی ہیرو (عاشق حق)، یزید بطور خدائی ولن اور حق تعالیٰ بطور لیلیٰ ازل (معشوق حقیقی) کے طور پر اپنے اپنے کردار بطریق احسن ادا کرتے رہیں گے۔ یہ سلسلۂ معراج و محبت تا ابد جاری رہیگا۔ پھر کل جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے۔ روزگار محشر ٹھپ ہو جایگا۔ تب خدا کے حکم سے عشق، حسن کے سامنے لایا جایگا۔ یعنی عشاق، اللہ کے روبرو بلائے جائیں گے۔ پھر دونوں طرف سے ذوق وشوق کا اظہار ہوگا۔ جام پہ جام چلیں گے اور سماں کچھ اس طرح بندھے گا۔

کل جو شفقت عشق کا ہوگا حسن سے سامنا
نہ یہ ہی ہوگا ہوش میں نہ وہ ہی ہوگا ہوش میں

☆☆☆

اسلامی تصوف کی رو سے روزہ اور نماز پر محررہ عارفانہ

نماز و روزہ و تقویٰ ، سجود و حج و زکوٰۃ
متاع یہی ہے فقط ، مذہب و دین کے پاس
انہیں میں غرق تھے سارے وہ مشرکین مکہ
نہیں تھا ان میں تو صرف لا الٰہ الا اللہ

(بال جبریل)

ہر سرکار ملازم بھرتی کرنے کی خاطر پہلے اس ڈیوٹی کیلئے جس پر وہ ملازم رکھنا چاہتی ہے ملازم کو اس کی ٹریننگ دینا ضروری سمجھتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح خدا کے ہاں عبدیت بھی ایک ڈیوٹی ہے۔ جس میں ملازم بھرتی کرنے سے پہلے ٹریننگ کو فرض

قرار دیا گیا ہے۔ جس میں سمجھایا جاتا ہے کہ خدا کی ڈیوٹی یعنی عبدیت کی یہ شرائط ہیں اور یہ فرائض ہیں۔ ان کو اچھی طرح سیکھ لو اور سمجھ لو۔ لہٰذا قاعدے کلیے کے مطابق وہ ٹریننگ ماہ صیام میں روزے کی صورت میں عبدیت کی ڈیوٹی جائن کرنے سے پہلے دی جاتی ہے تاکہ بعد میں ڈیوٹی کی ادائیگی میں کوئی غلطی سرزد نہ ہو۔ اگر ہو تو سخت سے سخت سزا دی جائیگی۔ اب دیکھئے! روزے کے ایک ہی لفظ میں عبدیت کی ساری جھلکیاں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ یعنی روزے کی حالت میں بندہ مکمل خدا کا بندہ، نوکر، ملازم، غلام اور عبد دکھائی دیتا ہے۔ وہ سمجھتا بھی ہے کہ اب میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ کوئی ایسی طاقت ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ میرے ہر عمل کو دیکھ رہی ہے۔ روزے کے لغوی معنی ہیں، رک جاؤ۔ اپنے اختیارات سے ہاتھ اٹھا لو۔ ظاہری اور باطنی خواہشات سے منہ موڑ لو۔ اور مکمل طور پر خدا کی معیت اور میزبانی میں آجاؤ۔ جن چیزوں کو خدا نے حرام کیا ان کو چھوڑ دے اور جن کو حلال کیا انہیں حکمت کے اصولوں کے مطابق استعمال میں لاؤ۔ روزہ ہی ایک ایسی

عبادت ہے جو انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اسکی غلامی کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے اور اسے بجا طور پر بحوالہ سند بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہر مذہب اور ہر دین میں ظاہری پوجا پاٹھ، یعنی نماز، بندگی کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرے کی اصلاح و بہبود اور رب کی طرف سے اپنی ربوبیت کو منوانے کا بے مثال پیمانہ بھی ہے۔ روزے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ اس میں میری رضا یہ نہیں ہے کہ تم بھوکے اور پیاسے رہو۔ اس لئے کہ تمہاری ضروریات زندگی کی میرے خزانوں میں کمی آ گئی ہے۔ لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کی خاطر ایک ماہ کے لیے کھانے پینے کی چیزوں سے ہاتھ اٹھا لو۔ بلکہ روزے سے میری منشا یہ ہے کہ تم پورے کے پورے میرے بن جاؤ۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ اس امر کی تکمیل کیلئے ایک ماہ کے روزے بطور ٹریننگ تمہارے لئے فرض کر دیئے ہیں تا کہ تم آسانی سے پختہ جان ہو کر باقی عمر بھی میری منشا کے مطابق میرے ساتھ رہو۔ جس طرح ٹریننگ میں میرے ساتھ رہے ہو۔ یہی تیری ڈیوٹی ہے۔ یہی تیری نوکری۔ دیکھا جائے

تو ایسا نہیں ہو رہا۔ بڑی مشکل سے ٹریننگ کے تیس دن برداشت
کرنے کے بعد انسان اسی کھائی میں جا گرتا ہے جس سے وہ
نکلا تھا اور جو وعدے انسان خدا سے اس ماہ کی ٹریننگ کے دوران
کرتا ہے، چاند دیکھتے ہی بھول جاتا ہے۔ اور عید کے دن غلامی
کی ٹریننگ بھول کر شیطانی چیلوں کے ساتھ مل کر اللہ کے ساتھ
کئے ہوئے وعدوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ جیسے خدا کے ساتھ اسکا
کوئی رشتہ ہی نہیں۔ ٹریننگ کے دن فضول میں گنوا دیئے۔ رحمان
کی بجائے شیطان کی نوکری اختیار کر لی۔ مسجدیں خالی اور نیکیوں
کا بازار بند۔ کیا فائدہ ہوا، ایسی بھوک اور پیاس کا جس سے نہ
خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ اسی طرح ظاہری پوجا پاٹھ، نماز و بندگی،
ہر دین اور مذہب میں فرض ہے۔ جس کی ادائیگی کی صورتیں
مختلف ہیں۔ یعنی ہر دین کی نماز ادا کرنیکی صورت اپنی ہے۔ اور
ساتھ ہی اسکی حفاظت کا حکم بھی ہے۔ اور ایسی نماز یا بندگی، خدا کو
پسند نہیں جس میں ماسوئی کی خواہشات یا خوف شامل ہو۔ اسلامی
نماز میں سجدہ لازمی ہے جس کے لغوی معنی مان جانا اور اقرار کر لینا
کے ہیں کہ تو ہی میرا رب ہے۔ تجھ جیسا کوئی نہیں۔ عالمین میں

یکتا، تنہا، لیلیٰ ازل، حسینوں کا قبلہ، مسجود دلبراں، یوسفوں کا یوسف، عبادت اور عشق کرنے کے لائق، عیبوں پر پردہ ڈالنے والا، بن مانگے ضروریات زندگی پوری کرنے والا اور غفار و غمگسار ہے۔ نیز انبیاؑ کو امت کا غم عطا کر کے سمجھایا کہ دیکھو تمہارے غم میں میرے انبیاء کس قدر نڈھال ہو رہے ہیں۔ اصل میں یہ سارے تمہارے واسطے میری محبت اور غمگساری جو مجھے تم سے ہے کا نمونہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا پروانہ اور مستانہ بنانے کے لیے اپنی رحمت کا کچھ حصہ حضور سرور عالم ﷺ کو عطا کر کے یہ سمجھایا کہ میری عطا کردہ رحمت کو دیکھو کہ میرے کہنے کے باوجود بھی میرے محبوب ﷺ کو تم پر غصہ نہیں آتا۔ جب میری عطائی رحمت کے اس چھوٹے سے حصے کا یہ حال ہے جو دونوں جہانوں پر یکساں طاری ہے تو میری رحمت کے اُن سمندروں کے متعلق سوچو جو صرف اور صرف میرے ساتھ مختص ہیں۔ جن کا دوسرا کنارہ تم دیکھنا چاہو تو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ سب رحمتوں کے سمندر تمہارے لیے ہیں۔ ہاں! جس نے ایک بار سچے دل سے مجھے اپنا رب تسلیم کر لیا۔ اسے پھر دوسری طرف جانے کا کوئی

راستہ نہیں مل سکا۔ اور جان لو جس نے بھی مجھ کو اپنا محبوب تسلیم کیا۔ میرا عشق اسکے دل میں گھر کر گیا۔ یقیناً وہی حقیقت کی طرف آ گیا۔ اور اس نے ہی اپنی تخلیق میں میری منشاء کو پورا کر دکھایا۔ اور یاد رکھو! وہی شخص ہی اپنے دور میں میرا بندہ، میرا سچا دوست اور حاصل کائنات گردانا گیا۔

☆☆☆

ماہ رمضان کے حوالے سے کہی گئی

لاکھوں کی ایک بات

یار تُو اپنے رب کو کم از کم اپنی بیوی جتنا ہی مان لے

پیارے! گھر سے کام اور بازار تک تیری بیوی کی وہ فرمائشیں اور باتیں جو تجھے یاد رہتی ہیں انہیں پورا کرنے میں چاہے تجھے رشوت، چور بازاری، جھوٹ اور قتل جیسے بھیانک جرائم اور مشکلات سے گزرنا پڑے تو بڑی آسانی سے کر گزرتا ہے۔ اور اسکی ہر خواہش کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ اس سے آدھی باتیں اگر اپنے رب کی بھی یاد رکھ لیا کر تو تیرے آنے کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ یہ اس لئے کہ تیری بیوی کے جہیز یا مال سے تجھے کچھ نہیں ملے گا، مگر رب کی جائیداد سے

تجھے سب کچھ مل جائے گا۔ اور ہاں! تو بیوی ہی کا گرویدہ ہے نا!؟
تو سن! اس سے بڑھ کر خوبصورت اور فرمانبردار بیویاں بھی ملیں
گی جن کا وصال تجھے ہر وقت بغیر فرمائشوں کے ہرا بھرا رکھے گا۔

☆☆☆

عیدالفطر تصوف کے آئینہ میں

روزے کی منشاء اور اس کا بہار آفریں معاشرہ

پیارے یاد رکھو! جب اولاد باپ کی سختی اور جوش ودشنام سے دل میں خوشی اور راحت محسوس کرے تو سمجھ لو کہ اس پر باپ کی عظمت، قربت، محبت اور آداب فرزندگی کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اسی طرح بیوی کو خاوند اور اسکے ماں باپ کی کمزوریاں اچھی لگیں اور دل وجان سے انکے احکامات کو بندگی کی حد تک تسلیم کرنا شروع کردے تو جان لو کہ عورت کو نکاح کا نور حاصل ہوگیا۔ بالکل اسی طرح بندے کو خدا کے حکم پر بھوک، پیاس، گرمی اور سردی برداشت کرنے اور اسکی مخلوق کے ساتھ مخلص رہنے

سے لذت ملنے لگے تو اسکو روزے کی منشا حاصل ہوگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ معاشرے کا ہر فرد بلا تخصیص غیرے بھرپور اخلاص محبت اور اعتماد کے ساتھ اپنی تمام ناجائز خواہشات کی نفی کرکے، اللہ اور اسکی مخلوق کے ساتھ مخلص ہوکر، انکے حق میں آسانیاں بانٹنا شروع کردے تو جان لو کہ انہوں نے روزے کی حقیقت، منشا اور عید کے لطائف کو اپنے حق میں محفوظ کرلیا ہے۔ اب تصوف اور معنویت کی رو سے خاصان خدا کے ہاں روزہ عشق خداوندی کی روح اور سوختہ دلوں پر مشتمل ایک ایسی دنیا ہے جس کو ہجر کے سنگلاخ پہاڑوں اور درد کی پرخار وادیوں نے گھیر رکھا ہے۔ اس میں امید کے ایسے باغات بھی ہیں جو رنج ومحن کے سدابہار پھولوں سے ہروقت لدے رہتے ہیں۔ ان باغات اور وادیوں کے بیچوں بیچ، ایک نہایت شفاف، روشن اور مرمریں راستہ، آفت دل کے خیمہ کی طرف جاتا ہے۔ جس کے دروازے پر نورانی موتیوں سے مرصع چلمن لٹکی رہتی ہے۔ جب لطف کی ہوائیں چلتی ہیں تو اس چلمن کی لڑیاں لہراتی ہیں جس سے سوختہ دل چلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کے عاشقوں کی دنیا ہے جو

عالم رنگ و بو اور عقبیٰ کی شورشوں سے خائف الگ تھلگ ایسی جگہ پر آباد ہے جہاں انکے اور خدا کے درمیان یہ لڑیاں ہی ہیں جو لہراتی ہوئی کبھی اِدھر کبھی اُدھر سرکتی رہتی ہیں۔ اصل میں یہ لڑیاں حسن کے سلطان کی طرف سے غریب عشاق کی جانوں کو بچانے اور شدت جلوہ و بیتابیٔ شوق کو اعتدال پر رکھنے کیلئے حد فاصل کے طور پر لگائی گئی ہیں۔

پیارے سنو! حسن و عشق کے حوالے سے مستان خدا، وفور جذب و مستی میں اللہ تعالیٰ کو آفت دل کے صفاتی نام سے بھی پکارتے ہیں۔

محبت کی دنیا

محبت کی دنیا

پیارے! محبت کی دنیا سب سے ماورا ہے۔ اسمیں کفر و اسلام کے پیچ وخم نہیں ہیں۔ اسمیں صرف عشق کی حکمرانی ہے۔ یہ خدائی خاصہ رکھتا ہے۔ یہ کیا نہیں جاتا بلکہ ہو جاتا ہے۔ یہ اسکے خاص خدائی وصف ہونے کی دلیل ہے۔ جس طرح خدا، حیوانات، نباتات اور جمادات کا خدا ہے، خدا خود بخود ہے، کسی سے نہیں ہے اور اپنی مخلوق پر فضل وقہر کرنے یا نہ کرنے پر خود مختار ہے بعینہ اسی طرح عشق بھی کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ کسی سے ہے بلکہ سب کچھ اسی سے ہو رہا ہے۔ یہ تعجب نہیں ہے کہ خدا سے ہٹ کر عورت، زید، بکر اور حیوانات سے عشق ہو جائے۔ بلکہ

تعجب اس مبارک انسان پر ہے جسکو خدا کا عشق گھیرے میں لیکر ایک پوشیدہ غم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ اپنے مبتلا کو عرش پر جانے کی دعوت نہیں دیتا۔ پس جہاں ہُوا وہی ہو گیا۔ وہی وفا، وہی جفا اور نہ جانے کیا کیا بن جاتا ہے۔ یہاں یہ مسئلہ سمجھنے کے قابل ہے کہ جس پر یہ وارد ہوتا ہے اسکو معشوق کہتے ہیں اور اسکی شعائیں معشوق سے نکل کر جس مدمقابل پر پڑتی ہیں اسکو عاشق کہتے ہیں۔ ظاہر میں عاشق بیقرار، روتا پیٹتا اور شعر کہتا نظر آتا ہے مگر حقیقت میں معشوق ہی اسکے اندر روتا پیٹتا اور شعر کہتا ہے۔ آج اسی صحرا سے ہم گذارے جارہے ہیں۔

جب عشق، عاشق اور معشوق دونوں میں اپنی جلوہ گری کر کے اپنی شان کبریائی دیکھتا ہے تو سمجھو کہ یقیناً یہی عرصہ حشر نشر کا ہے۔ جس کے بعد عشق، تخت عزت پر بیٹھ کر، دیدار خداوندی کی کیفیاتی دعوتوں سے گذر کر، لبادہ ربوبیت میں الست بربکمُ کے سوال اور قالوبلیٰ کے مجمل جواب کی عملی تکمیل کے بعد، عشاق کے ذروں کو سمیٹتے ہوئے، جن و ملائک کو منشا تخلیق آدم سے روشناس کراتا ہے۔

مذہبِ شفقت فاضلی

یاد، وصال سے بہتر ہے۔ پیارے سن لے! رُوٹھے ساجن ہی اچھے لگتے ہیں۔ جو برسے نہ وہ ساون کیا، جو رُوٹھے نہ وہ ساجن کیا۔ اے اللہ! جو بندے تیرے وصال کے طالب ہیں، کل تُو انہیں جی بھر کے وصال عطا کرنا۔ ہم تو صرف تیری یاد کے طالب ہیں۔ تو وہاں بھی ہمیں فراق ہی میں رکھنا اور ایسی جگہ عطا کرنا جہاں ہم اور ہم ایسے کئی کشتگانِ تسلیم تیری یاد میں بے قرار رہیں اور ہماری یہ پلکیں تیرے غم میں پرنم رہیں۔ اس لئے کہ وہاں بھی ہم اسی طرح تیرے نام کے چراغ روشن اور تیری عظمت کے جھنڈے بلند کرتے ہوئے، بدعاتِ عشق اور

رسومات محبت کی بجا آوری میں اور وشتِ سموم لا الہ کے جُھلسا دینے والے جھونکوں میں، آوارگانِ گُم گشتہ راہ کہلاتے ہوئے تیرے صادقین میں شامل رہیں۔

☆☆☆

انسان چار طرح کے ہیں

۱۔ عام انسان

☆.... جو کھانے پینے اور کمانے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ تن کے پجاری ہیں۔

۲۔ خاص انسان

☆.... یہ کھانے پینے کے علاوہ خدا کی طرف راغب رہتے ہیں اور خوف کے حوالے سے خدا کی عبادت اور بندگی کرتے ہیں۔ سوال وجواب کی تیاری میں سرگرم عمل اور نجات کے لیے خدا کے حضور ہر وقت دست بدعا رہتے ہیں۔

۳۔ خاص الخاص انسان

☆.... یہ خدا کی عبادت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ۔ خوف اور محبت کی ملی جلی کیفیات میں گم رہتے ہیں ۔ کام کاج صرف زندہ رہنے کی حد تک کرتے ہیں ۔ اپنی مزدوری کا بیشتر حصہ اپنے حلقہ نشینوں کو کھلانے پلانے میں صرف کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں ۔ یہ دل کو خانہ خدا کہتے ہیں ۔ یہ اعلیٰ قسم کے لوگ ہیں ۔ ان کی عبادت سوال و جواب میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ کے لیے عبادت کرتے ہیں اور اسکی رضا کو چاہتے ہیں ۔

۴۔ اخص انسان

☆.... انسان کی چوتھی قسم اَخص ہے ۔ یہ حاصل کائنات لوگوں کا ٹولہ ہے ۔ خدا کی محبت میں گم سم رہتے ہیں ۔ اور اس کے در پر ہی انکی گذر اوقات رہتی ہے ۔ آواز آئے تو بولتے ہیں، نہ آئے تو چپ رہتے ہیں ۔ انکی اللہ تعالیٰ سے اِس طرح ملاقات رہتی ہے

جس طرح صحراؤں میں ریت کے ذرے تیز ہواؤں میں بڑے بڑے ٹیلوں سے ٹکراتے ہیں اور پھر انہی سے چمٹ جاتے ہیں۔ سچ پوچھیں تو عشق خداوندی کی دنیا کے یہی لوگ بخت آور ہیں جو جنت اور دوزخ کے خوف یا لالچ سے پاک بخشش کے فریب سے دور، واصل بحق ہیں۔ منشاء تخلیق آدم۔ اصل حقیقت۔ جن کے بارے خدا نے فرشتوں کو کہا تھا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ ان کو خدا نے فرشتوں کی نظروں سے بھی چھپا رکھا ہے۔ کل جب یہ فرشتوں کو دکھائے جائیں گے اور ان کو اللہ کے دامن میں جھومتے نظر آئیں گے تب فرشتے کف افسوس ملتے ہوئے کہیں گے، کاش ہم بھی انسان ہوتے۔ یہی لوگ ہیں جو زہد کی بنیادوں کو قسما قسم کی ترجیحات پر استوار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ چاہیں تو زہد کو خوف کی بنیاد پر استوار کر کے لوگوں کو جنت کا طلب گار بنا دیں اور چاہیں تو محبت کو زہد کی بنیاد قرار دے کر خدا کا دیوانہ و پروانہ بنانے کا راستہ کھول دیں۔

☆☆☆

فقیر کی گودڑی میں لعل

فقیر کی گودڑی میں لعل

تو محض کھانے پینے اور جماع کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ وہ اس لئے کہ یہ کام تو تجھ سے بہتر طریقے سے اور قانون قدرت کے مطابق حیوانات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ تجھے احسن تقویم جیسے خوش لقا خطاب سے اس لے نوازا گیا ہے کہ تو ان سب سے کٹ کر صرف اور صرف خدا کا بن جائے۔ یاد رکھ پیارے! اللہ کے بندے صرف جماع بامقصد کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اللہ کا فضل ڈھونڈتے ہیں۔ کھانے پینے کے باوجود بھوک کے نور سے ان کے معدے خدا کے اخلاص کی قوت سے اس قدر طاقتور ہو جاتے ہیں کہ شکم سیری کے عفریت ان کو گلی گلی گھومنے پر

مجبور نہیں کرتے۔

جو خدا کا عاشق ہے وہ جنت سے دور ہے۔اور جو جنت کا عاشق ہے وہ خدا سے دور ہے۔ اس لئے کہ دو متضاد عشق بیک وقت ایک دل میں نہیں سما سکتے۔

صلہ، بدلہ، معاوضہ، انعام اور ثواب ان سب کے معنی ایک ہی ہیں اور یہ سب الفاظ اپنائیت، محبت، اخوت اور عشق کے قاتل ہیں۔

شادی کے زمرے میں لائی گئی عورت، خوشی، عیاشی، فحاشی، خاوند کے ساتھ برابری کے حقوق کی طالب، خاوند کی ہم پلہ و ہم دوشی جیسے جذبات سے بھرپور ہونے اور شادی کی ذیلی آلودگیوں کی وجہ سے بے حیائی کے اس مقام پر آ کھڑی ہوتی ہے کہ جہاں پر کوئی بھی مذہب یا دین اس کو عورت قرار نہیں دے سکتا۔ اس کے برعکس نکاح میں لائی گئی عورت شرم و حیا، ادب، اطاعت، بندگی شوہر اور اس کے گھر والوں کے آگے نفی کی خدمات کی وجہ سے دونوں جہانوں کی جنتوں کا رخ اپنی اور اپنے سسرال کے ایوانوں کی طرف موڑ دیتی ہے۔

آج جس علم وعمل کی ضرورت ہے

☆ دین کی بنیاد صوم وصلوۃ پر اور معاشرہ کی بنیاد معاملات پر رکھی گئی ہے۔ لہٰذا غور کر کہ آج اولاد کے اپنے والدین کے ساتھ، بیوی کے اپنے شوہر کے ساتھ اور بندوں کے اپنے خدا کے ساتھ کس طرح کے معاملات ہیں۔

☆☆☆

☆ آج کی عورت اپنے غیر معجّل حق المہر اور وافر جہیز کے ذریعے مرد کو اپنے کنٹرول میں لا کر اس کی حاکمانہ صلاحیت کو ختم کر رہی ہے۔

☆☆☆

☆ پیارے تو عورت کو اپنے نکاح میں لا۔ اس سے شادی

مت کر۔ اس لئے کہ ایسا کسی نبی یا ولی نے نہیں کیا۔ اس چھوٹے سے قول پر غور کریگا تو مراد تک پہنچ جائے گا۔

شادی سے تو چاہتا ہے کہ بس جائے تیرا گھر
مرنے کی ہوس ہے تو کسی اور طرح سے مر
اسلام میں ملتا نہیں شادی کا تصور
یہ راز نہ سمجھے گا تو روئے گا عمر بھر

☆☆☆

اشرف المخلوقات کے شرف

توحیوان ناطق ہے۔ دوسری جتنی بھی جاندار مخلوقات زمین پر چل پھر رہی ہیں یا پائی جاتی ہیں، حیوان مطلق ہیں۔ تجھے اشرف (نہایت شریف) کے اعزاز سے نوازا گیا ہے تاکہ تو مدا کے وضع کیے گئے طریقوں پر چل کر اس اعزاز کو برقرار رکھتے ہوئے دوسری مخلوقات کو اپنا شاہد بنا سکے۔ یہی شریعت ہے۔ جس طرح بھی تو آسانی سے ان پر چل سکتا ہے چل! تجھے مکمل اختیار ہے۔ دین میں سختیاں نہیں آسانیاں ہیں۔ یہ طریقت ہے!

اح ان پر اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے۔ وہ یوں کہ ہر دور میں کوئی نہ کوئی ایسی چست برائی ابھر کر سامنے آتی ہے جو

کہ عام انسانوں کے دینی مذہبی فرائض اور اس طرح کی دوسری عظیم نیکیوں کی ادائیگی کے ثمرات کو نگل کر انہیں بے بس اور بیکار کر دیتی ہے۔ پچھلے ادوار میں خدا اور اس کے رسولوں کا انکار، جھوٹ بولنا، اشیاء میں ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، زنا اور اغلام بازی ایسی برائیاں تھیں جنہوں نے قوموں کی قوموں کو واصل جہنم کر دیا۔ خدا کے عذاب نے انہیں چن چن کر چیر پھاڑ ڈالا۔ جبکہ آج توحید اور رسالت پر مکمل ایمان ہے۔ کلمے کے ذکر کی محفلیں عام ہیں۔ نمازیں اہتماماً پڑھی جا رہی ہیں۔ صدقہ و خیرات جاری وساری ہے۔ دیگر اور نیکیاں جو بھاری ہیں اپنے اپنے مقامات پر مامور ہیں مگر یہ سب بیکار اور بے بس نظر آتی ہیں۔ وہ اس لئے کہ ان کے مقابلے میں آج کے دور کی مہیب اور قد آور برائی، جس کے عفریت اور ڈریکولے انسانیت کو نگل رہے ہیں، انتہائی زبردست ہے۔ یہ چالاک ہے۔ رخ بدل بدل کر حملہ کرتی ہے۔ اس کا نام رشوت ہے۔ جس کی طاغوتی طاقت اور عفریتی حس نے انسانوں کی تمام دینی و اخلاقی اسوس، نماز، روزہ، صدقہ و خیرات اور ایثار و قربانی جیسی عظیم و طاقتور نیکیوں

کے ثمرات کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں دعاؤں کا قبول ہونا بند، اولاد اور بیوی کی نافرمانیاں، والدین کی بے حرمتی، بے برکتی، بدامنی، افراتفری، غیبی بے چینیاں اور راتوں کی نیندیں حرام ہوگئی ہیں۔ سمجھو تو آج یہ انسان آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر جیتا جاگتا، چلتا پھرتا جہنم بن کر اعزاز اشرف کو اپنے پاؤں تلے لتاڑتا پھر رہا ہے اور اپنے سے نچلی مخلوق کا مذاق بن گیا ہے۔ یہ محقق ارض وسما، نائب خدا، حضرت انسان کے دین مہذب، اخلاق اور ادب پر خدا کے روبرو شیطان کی طرف سے اس صدی کا اسقدر جاندار اور زبردست حملہ ہے کہ جس کے مقابلے کے لیے اگر انسان خدا کی نصرت اور معیت طلب نہ کرے تو قیامت تک اس کا سنبھلنا محال ہے۔ لہٰذا آج احسان کی شرح وصورت یوں ہے کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کو اس آفت سے بچانے کیلئے خدا کی معیت میں ایک دوسرے کی ڈھال بن جائیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر احسان یہ ہے کہ حکومتی سطح پر حکومت کے ساتھ مل کر، اس برائی کیخلاف جہاد کریں۔ اور ایک ایک راشی کو چن چن کر عذاب کے حوالے سے،

حکومت اپنے لیول پر شرعی قوانین کے مطابق انہیں شرعی عتاب کے حوالے کرے۔ یہی آج کا احسان، آج کا جہاد اور عبادات کی اصل ہے۔

(نوٹ) محقق عارفین اور اقطاب بزرگان دین کی طرف سے اس رائے کو آپ تک پہنچانا بھی احسان کی ایک صورت ہے۔ علامہ فاضلی

☆☆☆

تن کی دنیا

اس دنیا میں جہاں مقام عزت اور آخرت میں مقام جنت عطا کرنے کے حوالے سے اللہ تعالی نے اپنے حق میں بندوں کے تعلقات بڑھانے کے لئے ظاہری جسمانی عبادات نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو فرض قرار دے کر اپنے آپ کو خدا، مالک، آقا اور معبود حقیقی تسلیم کروایا ہے، وہاں ان عبادات کو دکھاوے اور ریاکاری جیسی آلودگیوں سے پاک رکھنے کا حکم صادر کر کے اس بات کا اعلان بھی کر دیا ہے کہ میں غیور بادشاہ خداوند کریم اس قسم کی عبادت کو قبول نہیں کرتا جس میں آنکھ، کان، ناک اور منہ کو دکھاوے اور ریاکاری کی دھول سے بچایا نہ گیا ہو۔

من کی دنیا

اب آیئے دل بیکنار کی فردوس لالہ زار کی طرف، جہاں جنت و دوزخ کی شرکت غیرے سے ہٹ کر اللہ رب کریم کے ساتھ عشق و محبت سے بھرپور، بہار آفریں تعلقات و معاملات سے مزین معاشرہ استوار کر کے اسے اپنا معشوق حقیقی تسلیم کرنے کے احساسات رواں دواں ہیں۔ طلب دیدار کی اضطراری و بیقراری کے ذریعے منشاء تخلیق آدم کی پیروی میں حق عبودیت کو بجالانا فرض عین کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں ہر قول و عمل کو بغیر کسی حجت کے رب العزت شرف قبولیت عطا کر کے اپنے مشاق کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔

☆☆☆

فقیر و یاد رکھو

☆ قلبی و روحانی تعلقاتِ خداوندی کے بغیر یہ جسمانی اور ظاہری عبادات، جو خداوند کریم کی نصرت، امداد اور توفیق کے بغیر دکھاوے اور ریاکاری کی جھلسا دینے والی بادِ سموم کے جھونکوں سے محفوظ نہیں رہ سکتیں، منافقت پر دلالت کرتی ہیں۔

☆☆☆

☆ شرع شریف دیاں کنداں اُچیاں راہ فقر دا موری ھو

(حضرت باھوؒ)

تصوف میں عشق و محبت کے باطنی تعلقات کے ذریعہ کو 'موری' کہا جاتا ہے، جو دل کے اندر ہے۔ جب محبت کی مہمیز

ہواؤں کے چلنے سے اس موری کے پٹ کھلتے ہیں، تب دونوں اطراف سے اضطراری و بیقراری کی ملی جلی کیفیات میں ایک ہاتھ کمال محبت کے ساتھ اپنے چاہنے والوں کو چپ چاپ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ کہنے والا کہتا ہے، میرے مضطرب و بیقرار، آ اور میرے پاس آرام سے بیٹھ جا۔

میں سراپا محبت، بارگاہ میں جب کھڑا ہوں گا

وہ چشم سرگیں اُٹھے گی محفل کو ہلا دیگی

(بانگ درا)

☆☆☆

☆☆☆

۱۔ خدا کی نشانیوں کو دل میں جگہ دینے والے کو عبد اور ان سے گزر کر خدا سے دل لگانے والے کو عبدہٗ کہتے ہیں۔

☆☆☆

۲۔ ہر دور میں کچھ عارفین قدرت کا قلمدان ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کے بعد ان کے فرمودات کو بھی سند کا درجہ عطا فرماتا ہے۔

☆☆☆

۳۔ جس اولاد کے دل سے باپ کا خوف ختم ہو جائے، وہ اولاد یقیناً زندگی کے ناہموار راستوں پر چل نکلتی ہے۔

☆☆☆

۴۔ آج کی ماں کو اولاد کے حق میں، باپ کے سخت رویے کی تہہ میں چھپی ہوئی نعمتوں کا علم ہو جائے تو وہ کبھی بھی اولاد پر باپ کی سختی کے دوران رکاوٹ نہ بنے۔

☆☆☆

۵۔ پیارے یاد رکھ! ماں کے لاڈ میں زحمت اور باپ کی سختی میں رحمت پوشیدہ ہے جس کا پتہ بعد میں چلتا ہے۔

☆☆☆

۶۔ جس قوم کی زبان کو تم اچھا سمجھ کر اپناؤ گے، وہ زبان اپنی قوم کا اسلوب، معاشرت اور تہذیب بھی اپنے ساتھ تمہاری زندگیوں میں شریک کر دے گی۔

☆☆☆

۷۔ آواز ادب کی پہچان ہے۔ بزرگوں کے سامنے اس کی بلندی اور پستی کی وجہ سے اعمال ادھر سے ادھر ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

۸۔ بیٹا، باپ کو دیکھ کر گھبرائے تو بیٹا حلالی اور اگر باپ، بیٹے کو دیکھ کر گھبرائے تو بیٹا حرامی ہے۔

☆☆☆

۹۔ جگہ کے منتقل ہونے کا نام 'موت' ہے۔ جمادات، حیوانات اور نباتات میں کسی کو یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ اس سے بچ جائے گا۔

☆☆☆

۱۰۔ خدا کا بندے کے حق میں یہ اعلان کہ میں بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں بے شک سچ ہے مگر اس قربت کا بندے کو کوئی فائدہ نہیں۔ وہ اس لئے کہ خدا کی اتنی قربت کے باوجود بندہ گناہوں میں مصروف رہتا ہے۔ فائدہ تو اس میں ہے کہ بندہ خدا کے قریب ہوتا کہ یہ خدا کے خوف اور شرم وحیاء سے گناہوں میں مبتلا نہ ہو۔ خدا کی قربت اور بندے کی قربت میں یہی فرق ہے۔

☆☆☆

۱۱۔ یہ مت دیکھ کہ کس نے کرامتیں دکھا کر لوگوں کو حیران کیا، بلکہ یہ دیکھ کہ کس نے علم کی روشنی سے لوگوں کے دلوں کو منور کیا۔

☆☆☆

۱۲۔ پیارے ماسوئی کی دلفریبیوں میں مبتلا ہو کر خدا سے کٹ جانے کا نام ہلاکت ہے۔

☆☆☆

۱۳۔ کسی چیز کے غلط استعمال یا اس کے استعمال میں ڈنڈی مارنے کا نام گناہ ہے۔

☆☆☆

۱۴۔ خدا اپنے بندے کو فضیلت اور بلند درجات عطا کرکے چاہے اسے اپنے پاس ہی کیوں نہ بٹھالے، بندہ، بندہ ہی رہے گا۔ اسی طرح خدا چاہے جتنا بھی اپنے بندے کے قریب ہونے کا دعویٰ کرے، خدا ہی رہے گا، بندہ نہیں بنے گا۔

☆☆☆

۱۵۔ جس طرح ظاہری دنیا میں ایک عاشق اور ایک معشوق ہوتا ہے، اسی طرح تیری باطنی دنیا میں روح عاشق ہے اور خدا معشوق اور ان کی علیحدگی کی باہمی کشش کا نام عشق ہے۔ جب عاشق اور معشوق کا ملاپ ہوگا تو عشق کو موت آجائے گی اور یہ فساد کہیں نہ کہیں ضرور ہوگا۔ اس کے بعد مکمل امن ہو جائے گا۔

☆☆☆

۱۶۔ ان ظاہری حسیناؤں کی سحر انگیزیوں، زلف گرہ گیر کی اداس شاموں، چشم نیم باز کے ساغروں اور خیر و شر سے بھری گداز زندگیوں سے گزر کر جب عارفین، خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس سے کہیں زیادہ حسین بہاروں کے جلو میں خدا کے حسن جہاں آرا کا نظارہ کرتے ہیں۔ گویا اِدھر محو گریہ اُدھر محو دلبر۔

☆☆☆

نظر نہیں تو میرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ

جانی! سن لے، اس عالم مثال میں اللہ رب العزت نے ایک چیز کو دوسری چیز کے ذریعے متعارف کرایا ہے۔

☆	خدا کے ذریعے	زندگی یا حیات
☆	باپ کے ذریعے	خدا کی صفت پروردگاری
☆	ماں کے ذریعے	باغ و بہار جنت
☆	پیار کے ذریعے	دوزخ، ہجر و فراق
☆	شادی کے ذریعے	عیاشی، فحاشی
☆	نکاح کے ذریعے	غلامی و بیعت

☆ مرد کے ذریعے غیرت

☆ بیٹی کے ذریعے شرم

☆ بہو کے ذریعے دہلیز یا دروازہ

☆ اولاد کے ذریعے اطاعت

☆ اور عورت کے ذریعے موت کا تعارف ہوا

☆☆☆

ارکانِ معاشرہ

حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف میں حضرت حاجرہؑ، حضرت اسماعیلؑ اوران کی اہلیہ کے اعمال کو شامل کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے اولاد آدم کو سمجھایا کہ ان کی اطاعت میرے پسندیدہ معاشرے کی تشکیل و تکمیل میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ نیز انہیں اعمال کو دین حق کی صورت میں تا ابد اولاد آدم پر نافذ کرکے، بتایا کہ یہی منشاء تخلیق آدم ہے۔

1۔ مرد: مرد نے جب خدا کی آرزو میں دونوں جہانوں سے ہاتھ اٹھا لئے تو خدا کی رحمتیں اپنے محلات معلّیٰ سے نکل کر اس کے حق میں زندہ باد کے نعروں کی گونج میں دھرتی پر اتر آئیں۔

2۔ عورت: عورت نے جب شوہر کی معیت میں ساس

سسر کے سامنے اپنی نفی کا مقام پیش کیا تو اسے دیکھ کر شوہر تو کیا سارے کا سارا سسرال یہ پوچھنے پر مجبور ہو گیا کہ بتا تیری رضا کیا ہے۔

3۔ بیٹا: بیٹے نے جب قبلہ گاہ عالم اپنے باپ کے خوابوں اور آرزوؤں کی تکمیل کے لئے اپنی جان تک پیش کر کے حق فرزندی کے سورج کو تابندہ کر دیا جس پر باپ نے اپنی تمام متاع اس کے سپرد کر دی۔

4۔ بیٹی: بیٹی نے والدین کی شرم وحیا اور عزت وآبرو کو تادم آخر محفوظ رکھنے کی ضمانت دے کر رحمت کا خطاب پایا۔

5۔ بہو: بہو نے سسرال کی عظمت کو کمال خدمت کے ذریعہ بام عروج تک پہنچا کر دہلیز ہونے کا حق ادا کر دیا۔

آج بھی اگر مندرجہ بالا پانچوں شخصیات اپنے معنوں کے بجھتے ہوئے چراغ روشن کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا کی رحمتیں ان کے حق میں زندہ باد کے نعروں کی گونج میں اپنے ایوانوں سے باہر نہ نکلیں۔

بحر اقوال

پیارے ان میں سے کسی پانچ پر عمل کرو اور دین و دنیا کے

شاہ کہلاؤ

قولِ نمبر ا

☆.... جو عشق کا دعویٰ کرے اور ملامت برداشت کرنے کی

ہمت نہ رکھے اس کو کہو کہ اس کوچہ سے نکل جائے۔

☆☆☆

قول نمبر۲

☆.... فراق عشق کی عمر بڑھانے میں مدد دیتا ہے، جبکہ وصال عشق کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۳

☆.... پست ہمت عشق میں ایک پل بھی نہیں چل سکتا۔

☆☆☆

قول نمبر۴

☆.... دنیا میں راج کرنا ہے تو دنیا سے ہاتھ اٹھا لے آخرت میں راج کرنا ہے تو جنت سے منہ پھیر لے۔

☆☆☆

قول نمبر۵

☆.... موسیقی روح کی غذا تو ہے مگر اس کا کثرت سے استعمال جسم اور روح کو مختلف امراض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جسمانی

امراض میں قبض اور تبخیر معدہ اور روحانی امراض میں اخلاق کا فقدان، ہوس زر اور جھوٹی نام و ناموس وغیرہ شامل ہیں۔

☆☆☆

قول نمبر ۶

☆.... دیکھا گیا ہے کہ گانے بجانے والے اکثر وعدہ خلاف ہوتے ہیں۔ یہ انسانیت کا بدترین مرض ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ وعدے پورے کرو۔ اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

☆☆☆

قول نمبر ۷

☆.... تجھ کو اتنا علم ضرور ہونا چاہیے کہ جو شخص خیر و شر کے حوالے سے تیرے ساتھ مصروف عمل ہے وہ تیرے حق میں خود استعمال ہو رہا ہے یا تجھے استعمال کر رہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں تیرے حق میں کون سی صورت بہتر ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۸

☆.... سب سے اعلیٰ اور بہترین علم یہ ہے کہ تجھے معلوم رہے کہ خیر و شر تجھے استعمال کر رہا ہے یا تو اسکو استعمال کر رہا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۹

☆.... خیر و شر کی دونوں طاقتیں تجھے اچھی اور بری رائے دینے والی ہیں۔ ایک کہتی ہے کہ کر، دوسری کہتی ہے نہ کر۔ اب تیرا ان پر کامل اور اکمل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تو فوراً اپنے مرکز سے پوچھ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ جو جواب آئے وہ کر۔ تیرا مرکز حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ عالیہ ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۰

☆.... زندگی کب سے ہے، معلوم ہے۔ یہ ماضی ہے۔ کب

تک رہے گی، معلوم نہیں ۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس حال کو غنیمت سمجھو۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۱

☆.... ماضی میں جو بھی تھا وہ ہاتھ سے گیا۔ اب حال کو دیکھ جو تیرے ہاتھ میں ہے کہیں یہ بھی نہ جاتا رہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۲

☆.... مرکز تک ماضی اور حال کا فاصلہ ناپا جائے گا۔ جسکا جتنا فاصلہ مرکز کے قریب ہوگا، اس کا اس کے مطابق ہی فیصلہ ہوگا۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۳

☆.... جو زندگی تجھے خدا سے غافل کر رہی ہے وہ زندگی نہیں موت ہے اور جو موت تجھے خدا کے قریب لے جائے گی وہ موت

نہیں زندگی ہے۔

قول نمبر ۱۴

☆.... موت سے مت ڈر۔ جو چیز ہونے والی ہے ہو کر رہے گی۔ ہاں اس کے بعد ہونے والی چیز پر غور کر کہ وہ تیرے حق میں کیسی ہوگی۔

قول نمبر ۱۵

☆.... کھانا، پینا اور افزائش ہر جاندار کر رہا ہے۔ ان سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ تو بھی کھانے، پینے اور افزائش میں مصروف ہے تو تجھ سے حساب کیوں ہے؟ یہی بات سوچنے کی ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۶

☆.... ملائکہ وجنات اور دوسری تمام مخلوقات اپنے اپنے مقامات پر مصروف عبادات ہیں۔ تُو ان سب سے افضل ہے۔ بتا تیری عبادت کا مقام کیا ہے؟

☆☆☆

قول نمبر ۱۷

☆.... تُو تو پانی پلانے کا بھی معاوضہ طلب کرتا ہے۔ غلامی میں تو ایسا نہیں ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۸

☆.... غلامی میں طلب جنت یا خوف جہنم نہیں ہے ۔ مالک جدھر چاہے بھیج دے یہی رضا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۱۹

☆.... جنت تیری آرزو ہے، جہنم خدا کی ۔ اپنی آرزو کو خدا کی آرزو پر قربان کر۔ یہی غلامی ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۲۰

☆.... رضا یہ نہیں کہ نیکی پر خدا تجھے تیری مرضی کے مطابق صلہ دے گا۔رضا یہ ہے کہ نیکی خدا کی توفیق ہے۔اس میں تیرا کوئی حصہ نہیں ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۲۱

☆.... گناہ سراسر تیرا اپنا عمل ہے اور اس عمل کی خاصیت یہ ہے کہ یہ تجھے ریزہ ریزہ کر کے اللہ کے آگے جھکائے۔اگر ایسا نہیں ہے تو یہ گناہ نہیں ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۲۲

☆.... عصیاں جہنم کی طرف اور گناہ خدا کی طرف لے جاتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۲۳

☆.... تو حادث ہے اور خدا قدیم ہے۔ حادث قدیم کو نہیں سمجھ سکتا۔

☆☆☆

قول نمبر ۲۴

☆.... تو اتنا کم ظرف ہے کہ حاکم تجھے اپنے پاس بٹھا لے تو، تو حاکم کے اس احسان کو بھلا کر خود حاکم کہلوانے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۲۵

☆.... تو اپنے مقام سے اتنا گر گیا ہے کہ عورت کے پیچھے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ دنیا کا تمام کاروبار جھوٹ، فراڈ، رشوت اور دولت، سب کچھ اس عورت کے لئے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

سب کچھ اگلی عورت (حور) کے لئے ہے۔ بتا اللہ کے لئے کیا کر رہا ہے؟

☆☆☆

قول نمبر ۲۶

☆.... آج حوریں جنت میں ہیں اور تو جنت کی دعا مانگ رہا ہے۔ اگر تیری آزمائش کے لئے خدا انہیں دوزخ میں بھیج کر یہ اعلان کر دے کہ میں نے حوروں کو دوزخ میں بھیج دیا ہے، جنت میں انکی جگہ نہیں ہے تو پھر تو جنت مانگے گا یا دوزخ؟

☆☆☆

قول نمبر ۲۷

☆.... عورت کے لئے تو نے ماں باپ، بہن بھائی حتیٰ کہ خدا تک کو بھلا دیا ہے اور عورت کا حال یہ ہے کہ پانچوں انگلیاں منہ میں ہوں تو ٹھیک ایک نکال لو، تو تو کون اور میں کون۔

☆☆☆

قول نمبر۲۸

☆.... عدالت میں بھی اور تھانے میں بھی، عورت اپنا حق طلب کر رہی ہے مگر بتا نہیں رہی کہ اسکا حق کیا ہے؟

☆☆☆

قول نمبر۲۹

☆.... اگر عورت کا حق یہ ہے کہ اس کو ہر قسم کی آزادی دے دی جائے تو یہ عورت نہیں رہے گی۔ عورت مقید اور چھپی ہوئی چیز کا نام ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۳۰

☆.... مرد باغیرت، آزاد اور طالبِ حق کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں کشتہ عشق خداوندی کو مرد کہتے ہیں۔ اگر یہ خدا کو چھوڑ کر عورت کا طالب بن جائے تو یہ مرد نہیں، طالب زن کہلائے گا۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۱

☆.... جسکو بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں وہ حسن ہے۔ جسکو بناؤ سنگھار کی ضرورت ہے وہ حسن نہیں۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۲

☆.... حسن بناؤ سنگھار کرے تو حسن نہیں رہتا۔

قول نمبر ۳۳

☆.... ارشاد خداوندی ہے کہ کیا میں تجھے کافی نہیں ہوں۔ شرح اسکی یہ ہے کہ صرف مجھ ہی سے مجھ کو مانگ۔ ماسوا میرا ہے۔ میں مل گیا تو پیچھے کیا رہ گیا۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۴

☆.... کھانا، پینا اور پہننا زندہ رہنے کے لئے ہیں۔ زندگی ان

سے آزاد چیز ہے جو مرنے کے بعد بھی رہتی ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۵

☆.... بڑے لوگوں کی زندگیوں کو دیکھ۔ انکا خاکی جسم خاک میں مل گیا۔ جو خاکی نہیں تھا وہ روز بروز ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ کیا یہ دنیا کیا وہ دنیا۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۶

☆.... خدا کے کچھ دوست ایسے ہیں جن کو نہ زمین والے جانتے ہیں نہ آسمان والے۔ وہ خدا کو جانتے ہیں اور خدا ان کو جانتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۷

☆.... اللہ سے ڈرنا، عبادت اور اللہ سے محبت کرنا منشاء عبادت

ہے۔اگر منشاء پوری نہیں ہوتی تو عبادت بیکار ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۸

☆.... جس نے اللہ سے ڈر کر عبادت کی اس نے جنت پائی۔ جس نے اللہ سے محبت کی وہ جنت کا قاسم بنایا گیا۔

☆☆☆

قول نمبر ۳۹

☆.... باپ سے عورت طلب کرنے والا بے شرم ہے، بے حیا ہے اور خدا سے جنت طلب کرنے والا مشرک ہے۔اس لیے کہ اس نے خدا کے مقابلہ میں جنت کو پسند کیا۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۰

☆.... اکثر بندے اور خدا کے درمیان عورت حائل ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے بندہ خدا اور دین و دنیا کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۱

☆.... جنت اور دوزخ بہت بڑی آزمائشیں ہیں۔ یہی کسوٹیاں ہیں کھرے اور کھوٹے کی۔ جو ان پہ اڑ گیا کھوٹا۔ جو ان سے نکل گیا وہ کھرا۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۲

☆.... جنت اور دوزخ اللہ تعالٰی کی مخلوقات ہیں۔ ان پر ایمان لاؤ نہ کہ ایک کو چاہو اور ایک سے ڈرو۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۳

☆.... جو شرارتی ہوتا ہے وہ بچہ نہیں ہوتا۔ شرارت عقل وفہم سے ہوتی ہے۔ مائیں شرارتی بچوں کو بچہ کہہ کر بگاڑ دیتی ہیں۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۴

☆.... ہر شرارت پر تادیب کرو اس لئے کہ شرارت کے پیچھے عقل کام کر رہی ہے۔ عقل کی اصلاح ہی اصل اصلاح ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۵

☆.... چھوٹے چھوٹے عصیاں اکٹھے کرنے سے وہ گناہ نہیں بنتا جو تجھے اللہ کے آگے جھکا دے۔ گناہ تو وہ ہے جس سے تو کانپ اٹھے اور ریزہ ریزہ ہو کر اللہ کے سامنے جھک جائے۔ پھر اللہ تیری اس عاجزی سے خوش ہو کر تیرے ریت کے ذروں کے برابر عصیاں کو ہوا میں اڑا کر، تجھے بخش دے۔ بس یہ سمجھ کہ اللہ اپنے آگے تیری نفی چاہتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۶

☆.... خداوند نے دین کو امن کیلئے نافذ کیا۔ مذاہب سے

فرقے پیدا ہوئے۔ فرقوں سے دلوں میں نفرتوں نے جنم لیا۔ منشائے تخلیق آدم کا مذاق اڑا۔ اب کون سا علم ہے جو ان سب سے علیحدہ کر کے دین کے حوالے سے ایک اللہ کی محبت کا سبق دے۔ دلوں کو کدورتوں سے پاک کر کے خدا اور بندے کا فرق سمجھائے۔ پھر خدا کو معشوق سمجھنے اور مخلوق کو اس سے عشق کرنے کا درس دے۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۷

☆.... صرف تصوف ہی ایسا علم ہے جو دلوں کے فاصلے مٹا دیتا ہے۔ بندے کو خدا کا دیوانہ بنا کر اس سے کلام کرنے کی سکت پیدا کرتا ہے۔ یہ خدا کا اپنا علم ہے جو بندوں کو پاک کر کے ان کے دلوں میں اپنی محبت کے دریچے کھولتا ہے۔ بندے کی تخلیق اسی علم کے حوالے سے ہوئی ہے۔ یہ علم نہ ملائکہ کو ملا نہ جنات کو۔ اس علم کو صرف خدا کے بندے، خدا کے حوالے سے سمجھتے ہیں۔ اسکی

یونیورسٹی آسمانوں پر ہے۔ پرنسپل خدا ہے اور پروفیسر انبیاء اور فقرا ہیں ۔ان کے ہاں صرف امن ہی امن ہے ۔خیرات ہی خیرات ہے۔اللہ ہی اللہ ہے۔یہی ان کی عبادت ہے۔یہی ان کا دین ہے۔یہ لوگ اُمی ہیں۔لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ہر آلائش سے پاک ہیں۔ دین و دنیا کے تمام عالم فاضل ،شہنشاہ، متقی اور پرہیزگار انکے قدموں میں بیٹھنے کو ترستے ہیں۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۸

☆.... دنیا کو صحیح راستے پہ چلانے والا دین ہے اور دل کو صحیح راستے چلانے والا عشق ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۴۹

☆.... دنیا کو خدا کے عطا کردہ نظام کے مطابق چلایا جائے تو یہ دین ہے۔اور دل کو خدا کے پیار میں خدا کی سمت رکھا جائے تو یہ

نفرت ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۰

☆.... محبت کے نام کے تمام مراسلے دل حاصل کرتا ہے اور دنیا کے حوالے کی تمام اطلاعات عقل وصول کرتی ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۱

☆.... عقل کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے خوشی کا اظہار کیا۔ دل کو پیدا کر کے خدا جھوم اُٹھا۔ عشق کو پیدا کر کے خدا بیخود ہو گیا اور جب انسان کی تکمیل ہوئی تو خدا معشوق بن کر فضاؤں میں گم ہو گیا اور انسان عاشق بن کر اسکو ڈھونڈنے لگا۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۲

☆.... تو بڑی آسانی سے اللہ اللہ کہتا پھرتا ہے۔ اگر تجھ پر اُسکی

عظمت اور حسن بیمثال کی ایک جھلک پڑ جائے تو تیری زبان گُنگ ہو جائے، آنکھیں پھٹ جائیں اور تو اِس بات کا اقرار کر لے کہ اے اللہ مجھ سے سخت بے ادبی ہوئی۔ یہ زبان اِس لائق نہیں کہ تیرا نام لے سکے اور یہ آنکھ اس قابل نہیں کہ تجھے دیکھ سکے۔ یہ دل اِس کا متحمل نہیں کہ تجھ سے پیار کر سکے۔ مگر ہاں اگر تو چاہے تو اِن سب کو اپنے جلوہ جہاں آرا سے اپنا شیدائی بنا سکتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۳

☆.... جس نے کہا کہ میں نے اللہ کو سمجھا، غلط ہے۔ اللہ کو پایا، غلط ہے۔ اللہ کو دیکھا، غلط ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو بتاؤ کہ وہ کیسا ہے۔ اگر تو کہے کہ وہ ایسا ہے، وہ ویسا ہے تو یہ اُس سے بھی زیادہ غلط ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۴

☆.... اگر ہماری طرف سے ہاں ہے اور خدا کی طرف سے ناں ہے تو پھر ناں ہی ناں ہے۔ اگر خدا کی طرف سے ہاں ہے اور ہماری طرف سے ناں تو سمجھو پھر ہاں ہی ہاں ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۵

☆....شاید جن وملائک کے دل محبت کے لائق نہیں تھے۔ اس لیے تیری تخلیق کرنا پڑی۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۶

☆....وہ صرف تو ہے جو اللہ تعالیٰ کے دل تک کی باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۷

☆.... تو کبھی کبھی محسوس کرتا ہے کہ کوئی ہے جو تیرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ وہی تیرا جانی ہے جو تیری شہ رگ سے بھی زیادہ تیرے قریب رہتا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۸

☆.... کسی کو تو وہ آواز دے کر بلاتا ہے، اور کسی کو محسوسات کے ذریعے، اور کسی کو کمپاس دکھا کر۔

☆☆☆

قول نمبر ۵۹

☆.... صحراؤں میں کوئی راستہ دکھانے والا نہیں۔ اور سمندروں میں کوئی ذریعہ راہ نہیں۔ اسکے باوجود سمندر بھی انسانوں سے آباد اور صحرا بھی مسافروں سے بھرے پڑے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی منزل کی طرف جا رہا ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۶۰

☆.... تیری اصل منزل صرف اللہ ہے۔ توحید اس کا راستہ ہے اور تو اس کا مسافر ہے۔

☆☆☆

قول نمبر۶۱

دیکھ کر

☆ مانگ، انسان دیکھ کر	☆ چھپا، عیب دیکھ کر
☆ پھیلا، احسان دیکھ کر	☆ دے، دل دیکھ کر
☆ جی، نصاب دیکھ کر	☆ مر، حساب دیکھ کر

☆☆☆

قول نمبر۶۲

نعمت

☆.... اللہ کے ہاں دونوں جہانوں میں سب سے بڑی نعمت

اپنے بندوں کے لئے اللہ کی محبت ہے۔ جس کو یہ مل گئی وہ مراد کو پہنچا۔ جو دوسری محبتوں میں پھنسا وہ نامراد ہوا۔

☆☆☆

قول نمبر ۶۳

مسلمان

☆.... مسلمان کی شرط اللہ کی محبت اور اس کی مخلوق سے پاک ہونا ہے۔ پاک کے معنی ہاتھ امین اور زبان صدیق کے ہیں۔ حاصل یہ کہ زبان سے کسی کی شکایت نہ ہو اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

☆☆☆

مرد کی آنکھوں میں دھول اور عورت کی بھول

☆.... جس میں حیا ہوگا وہ چھپا ہوگا۔ جو بے حیا ہوگا وہ ننگا ہوگا۔ عورت نے مرد کو آنکھ میں حیا ہونے کا بہکاوا دیکر اسے بیوقوف بنا رکھا ہے کہ آنکھ میں حیا ہو تو پھر کیا پردہ۔ مرد خوش ہے کہ میری بیوی کی آنکھوں میں حیا ہے، اسے پردے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ عورت کے لغوی معنی ہی پوشیدہ رہنے والی چیز کے ہیں۔ آنکھوں میں حیا ہو یا نہ ہو عورت کو سر سے پاؤں تک چھپنا ہی پردہ ہے۔ آج عورت آدھا چہرہ آنکھیں مکمل ننگی کر کے پورے جسم کو لپیٹ کر بازار میں برقعے کو فیشن کا روپ دے کر گھوم پھر رہی ہے اور آنکھیں اپنی کاروائیوں

میں مصروف عمل ہیں۔ نیچی ہیں تب بھی بولتی ہیں۔ اونچی ہیں تب بھی بولتی ہیں۔ حقیقت میں یہ اندازِ پردہ، پردے کا شرعی مذاق اور دعوت نظارۂ شیطانیت ہے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرانے کا خوبصورت انداز ہے۔ درحقیقت اس کے پیچھے مرد ہی کی بے غیرتی کارفرما ہے۔

بعد مدت کے ہوا یہ راز فاش — مرد ہی کرتا ہے عورت کو فحاش

مرد کامل ہو تو عورت حور ہے — مرد جاہل ہو تو عورت تاش تاش

(الحق ازل)

☆☆☆

تصوف اور حیات عالمین

☆.... دنیا غفلت کا عالم ہے۔

☆.... قبر تذبذب کا عالم ہے۔

☆.... عقبیٰ فیصلے کا عالم ہے۔

☆.... حشر عشاق کے پرزے اڑانے اور ماسواء کو نیست و نابود کرنے کا عالم ہے۔

☆.... قیامت ایک جھلک پر عقل و فکر گم ہو جانے کا عالم ہے۔

☆.... جنت نفسانی خواہشات کے صحیح استعمال پر انعام پانے کا عالم ہے۔

☆.... دوزخ نفسانی خواہشات کے غلط استعمال کی سزا پانے کا عالم ہے۔

شہرافکار

شب و روز دانش گاہ عالیہ

اقوال شفقت فاضلی

۱

غرور نے فرعون کا، شعور نے موسیٰ کا اور سرور نے عاشقان خدا کا تعارف کرایا۔

۲

جس شخص میں شعور اور سرور دونوں موجود ہوں وہ شخص دھرتی پر خلیفۃ اللہ ہے۔

۳

تو اس وقت تک صادق اور امین نہیں بن سکتا جب تک دل کو اللہ کے لیے خالی نہیں کر لیتا۔

۴

علم الغذا، علم اللباس اور علم صحبت یہ تینوں علوم ولایت کی نشانیاں ہیں۔

۵

مرض اور صحت دونوں کا تعلق روح سے ہے۔ جسم ان کا میدان عمل ہے۔

۶

جس طرح نیم حکیم جان کا قاتل، نیم ملاں ایمان کا قاتل اور جاہل خود پرست فقیر عبدیت کا قاتل ہے بالکل اسی طرح اُمراء کی موت، معیشت کی موت اور علماء کی موت دین کی موت اور فقرا کی موت دل کی موت ہے

۷

کرسی ہوگی تو سیاست ہوگی۔ دین ہوگا تو حکومت ہوگی' عشق ہوگا تو عبادت ہوگی۔

۸

عورت خوبصورت چیز ہے اگر مل جائے تو' نکاح آدھا ایمان ہے اگر ہو جائے تو۔

۹

شادی' گھر کی بربادی ہے۔ آزمالو۔

10

خیر و شر کو کتابوں میں پڑھو' عارفوں سے سمجھو اور اپنے اندر دیکھو۔

۱۱

جو خیر و شر کو سمجھ گیا وہ عالم ہو گیا اور جس نے دونوں کا صحیح استعمال سیکھ لیا وہ عامل ہو گیا۔ جو ان سے نکل گیا وہ کامل ہو گیا۔

۱۲

دنیا میں خیر و شر کا علم ہی ہے جو پڑھایا جا رہا ہے دنوں کا پلہ برابر رہنا چاہیے۔ آج کا دور قلبی سکون سے اس لیے خالی ہے کہ شر نے اس کو گھیر رکھا ہے اور خیر سمٹ کر ایک کونے میں جا بیٹھی ہے۔

۱۳

موجودہ دور کو قیامت کی شروعات کا دور اس لیے کہا جاتا ہے کہ دور دور تک شر ہی شر ہے۔ شر کیونکہ دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ اس لیے ہر چیز دو نمبر ہی مل رہی ہے یہاں تک کہ انسان بھی۔

۱۴

یہ کل کی بات ہے کہ بیٹا باپ کے آگے' بیوی شوہر کے آگے' بہو سسرال کے آگے سجدہ حق ادب بجالاتے تھے اور آج باپ بیٹے کے آگے' شوہر بیوی کے آگے اور سسرال بہو کے آگے خوف گستاخی سے سرنگوں ہیں۔

۱۵

آج کی بہو اپنے شوہر کو اس کے باپ سے جائیداد کا حق دلوانے میں جج کا کام کر رہی ہے کہ شاید اسی نے ہی اپنے شوہر کو اس کے باپ کا گستاخ بنادیا ہے۔

۱۶

بہو اپنے شوہر کو اس کے باپ سے اس کا حق لینا تو سکھاتی ہے مگر باپ کا حق جو بیٹے پر ہے وہ نہیں سکھاتی۔

۱۷

جس عمل کے پیچھے انعام کی ہوس ہے وہ تیرا عمل اپنے لئے ہے۔ جس عمل کے پیچھے اخلاص ہے وہ عمل خدا کیلئے ہے۔

۱۸

داڑھی میں عقل ہے نہ دین' بلکہ دین میں عقل اور داڑھی ہے۔

۱۹

خدا اور مخلوق کے ساتھ معاملات پاک رکھنے کا نام دین حنیف ہے اور دل کو خدا کیلئے پاک کر دینے کا نام فقر محمدی ﷺ ہے۔

20

محبوب کے ذکر کے علاوہ تجھے اور کا ذکر یاد ہے تو تو ناواقف عشق ہے۔

۲۱

محبوب کے آگے کوئی چیز نہیں۔ اگر ہے تو وہ محبوب نہیں۔

۲۲

محبت ہی منشاء تخلیق آدم ہے۔ محبت محبوب کو خوش دیکھنے کا نام ہے نہ کہ محبوب کو حاصل کرنے کا۔

۲۳

ہجر محبت کی حیات ہے۔ وصل محبت کی موت' تو وصل کا طالب ہے تو جان لے کہ تو عاشق نہیں' شہوتی ہے۔ یہ عشق مجازی کی طرف اشارہ ہے۔

فرض اور سنت

فرض یہ ہے کہ جس کام کو خدا نے کرنے کا حکم دیا ہے اسے کرنے کو تمھارا دل مانے یا نہ مانے' عقل تسلیم کرے یا نہ کرے' تجھے بر حال وہ کام کرنا ہے اور شرط یہ بھی ہے کہ اس میں ریاکاری بھی شامل نہ ہو' تکبر داخل نہ ہو ورنہ فرض تیرے منہ پر پڑے گا۔

سنت یہ ہے کہ جس کام کو کر رہے ہو اس کام کے کرنے والے کی منشاء کو ڈھونڈو۔ اس نے وہ کام کیوں کیا۔ اسی بنیاد پر وہ کام کرو تو سنت کی تکمیل ہو

گی۔ ورنہ بلا منشاء وحکمت کی آشنائی کے یہ سنت بھی تیرے منہ پر ماری جائیگی
قرآن غور و فکر کی کتاب ہے۔ پرہیز گاروں کو نفع دیتی ہے اور جاہل اس سے
فساد میں پڑ جاتے ہیں۔

فضل وکرم

خدا کی محبت خدا کا وہ فضل ہے اگر تو کعبہ کے اندر ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر بھی اللہ سے مانگے اور وہ تجھے نہ دینا چاہے تو تجھے نہیں مل سکتا اور اگر وہ دینے پہ آ جائے تو تو عورتوں کے ساتھ شراب و کباب کی اس محفل میں ہے جہاں شیطان بھی جانے سے شرماتا ہے تو خدا تجھے وہاں سے اٹھا کر اپنا دوست بنا سکتا ہے۔

قاسم

قاسم وہ ہے جو تقسیم کرتے وقت خود کو اور اپنے گھر والوں کو بھول جائے اور تقسیم کر چکنے کے بعد دامن جھاڑ کر خوشی خوشی گھر چلا جائے۔

اکمل یا صاحبِ کمال اِنسان

اکمل یا صاحبِ کمال اِنسان وہ ہے جو دنیا میں رہے تو حکومت وقت اس سے ٹیکس وصول نہ کرے اور خدا کے حضور جائے تو خدا اس سے حساب طلب نہ کرے۔

دین کا علم صرف اتنا حاصل کر جس سے تو نماز روزہ اچھی طرح ادا کر سکے۔ آگے مت جا۔ فسادی بن جائیگا۔

مختص

خدا اگر اس کو جنت عطا کرے تو سمجھ لے کہ خدا نے اس کو غیر کے سپرد کر دیا اور اگر دوزخ میں ڈال دے تو سمجھ لے کہ خدا کے ہاں اس کی کوئی جگہ نہیں اور اگر ان دونوں سے ہٹ کر اُسے کسی ایسی جگہ پر رکھا جائے جہاں ہلکی ہلکی سرگوشیوں کے ساتھ نرم نرم قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہو' دھڑکنوں نے گھیرے ڈال رکھے ہوں تو سمجھ لے کہ اسے خدا کا قرب حاصل ہونے والا ہے۔

فیصلہ کون کرے گا؟

(۱) سیاست کہتی ہے کہ کرسی کو بچانے کیلئے ہر کھڑکا ختم کر دو چاہے سامنے وقت کا پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) دین کہتا ہے کہ حاکم وقت کی اطاعت کر چاہے وہ ناقص ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ ہی نے اس کو تجھ پر حاکم بنایا ہے۔ تیری خیر اسی میں ہے 'خود کو بچاؤ'

(۳) عشق کہتا ہے کہ میرے پاس ان فضول باتوں کے سننے کا وقت نہیں۔ میرے اور محبوب کے راستے میں جو بھی آئے گا اسے جلا دوں گا۔ مجھ سے صرف معشوق کی بات کر نہ کہ مخلوق کی۔

(۴) ولایت یہ نہیں کہ تجھے دنیا میں الجھا کر اس کی طرف راغب رکھا جائے بلکہ ولایت یہ کہ تجھے اس میں رہنے کا طریقہ سکھایا جائے۔ فقر یہ نہیں کہ تو خدا کو یاد کرے بلکہ فقر یہ ہے کہ تجھے اس کے سوا کوئی چیز اچھی نہ لگے۔

تصوف کے معاشرتی دقائقِ اَشرار

المعروف

ناہنجاروں کی قطاریں

- جس بیٹے کی نگاہ باپ پر نہیں باپ کی جائیداد پر ہے ....

وہ بیٹا ناہنجار ہے

- جس بیوی کی نگاہ اپنے شوہر پر نہیں شوہر کی جائیداد پر ہے ....

وہ بیوی ناہنجار ہے

- جس بہو کی نگاہ اپنے سسرال کی عظمت پر نہیں اپنے ماں باپ پر ہے ....

وہ بہو ناہنجار ہے

- اسی طرح جس بندے کی نگاہ اپنے خدا پر نہیں بلکہ اُس کی جائیداد (جنت) پر ہے ....

وہ بندہ ناہنجار ہے

شفقت فاضلی

تصوف کے معاشرتی لائقِ اِقرار

عام پڑھے لکھے طبقے سے لے کر اعلیٰ تعلیمی اقدار کی جولانیوں تک

جہاں تک اِنسان۔ وہاں تک آواز

بلاتخصیصِ اَدیان و مذاہب و اقوام

پیارے یہ پانچ مشعلیں ہاتھ میں لے اور زمانے کا شاہ بن جا۔

والدین کو اُٹھا کے رکھ — بیوی کو ٹُھا کے رکھ

بیٹے کو جُھکا کے رکھ — بیٹی کو چُھپا کے رکھ

خُود کو مِٹا کے رکھ

نوٹ: پیارے مذکورہ بالا نوشت چاروں آسمانی کتابوں اور متعدد زمینی مذہبی شہہ پاروں، گیتا اور گرنتھ کے معاشرتی اخلاقیات کی منشاء اور روح کے طور پر مانی جاتی ہے۔

شفقت فاضلی